بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

400

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (197)

﴿اَلۡحَجُّ اَشۡہُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِیۡہِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الۡحَجِّ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یَّعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕؔ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوۡنِ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۷﴾﴾

ج د ل

(ن) جَدْلًا رسی کو بل دینا۔

(س) جَدَلًا بات کو بل دینا، گھمانا پھرانا۔ بحث کرنا ﴿وَ کَانَ الۡاِنۡسَانُ اَکۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾﴾ (18 / الکہف:54) ’’اور انسان ہر چیز سے زیادہ ہے بحث کرنے میں۔‘‘

(مفاعلہ) مُجَادَلَۃً اور جِدَالًا ایک دوسرے کی بات کو گھمانا پھرانا۔ مناظرہ کرنا۔ ﴿یَوۡمَ تَاۡتِیۡ کُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ عَنۡ نَّفۡسِہَا﴾ (16 / النحل:111) ’’جس دن آئے گی ہر جان بحث کرتی اپنے آپ سے۔‘‘

جَادِلۡ فعل امر ہے۔ تو مناظرہ کر۔ ﴿وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ﴾ (16 / النحل:125) ’’اور تو مناظرہ کر ان سے، بہترین طریقے سے۔‘‘

ز و د

(ن) زَوۡدًا سفر کا خرچ مہیا کرنا

زَادٌ اسم ذات ہے۔ سامانِ سفر۔ زادِ راہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعّل) تَزَوُّدًا سفر خرچ ساتھ رکھنا۔

تَزَوَّدۡ فعل امر ہے۔ تو سفر خرچ ساتھ رکھ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَلۡحَجُّ مبتداء ہے اور مرکب توصیفی اَشۡہُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ خبر ہے۔ فَمَنۡ شرطیہ ہے۔ فَرَضَ فِیۡہِنَّ الۡحَجَّ شرط ہے اور فَلَا رَفَثَ سے فِی الۡحَجِّ تک جواب شرط ہے۔ فَرَضَ کا فاعل اس کی ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَنۡ کے لیے ہے۔ اَلۡحَجَّ اس کا مفعول ہے اور فِیۡہِنَّ متعلق فعل ہے۔ اس میں ھِنَّ کی ضمیر اَشۡہُرٌ کے لیے ہے۔ فَرَضَ کے بعد عَلٰی نَفۡسِہٖ محذوف ہے۔ رَفَثَ، فُسُوۡقَ اور جِدَالَ، تینوں سے پہلے لائے نفی جنس ہیں اور یہ مبتداء ہیں، ان کی خبریں محذوف ہیں جو کہ جَائِزٌ ہو سکتی ہیں۔ مَا شرطیہ ہے اس لیے اس کی شرط تَفۡعَلُوۡا کا نون اعرابی گرا ہوا ہے اور جواب شرط یَعۡلَمۡ مجزوم ہے۔

باب تفعّل کے ماضی تَفَعَّلَ سے جمع مذکر غائب کا وزن تَفَعَّلُوۡا بنتا ہے۔ جب کہ اس کے فعل امر تَفَعَّلۡ سے جمع مذکر مخاطب کا وزن بھی تَفَعَّلُوۡا بنتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے تَزَوَّدُوۡا کے دونوں امکانات ہیں، لیکن آیت کا مضمون بتا رہا ہے کہ یہاں یہ فعل امر ہے۔

فَاِنَّ کا اسم خَیۡرَ الزَّادِ ہے، اس لیے اس کے مضاف خَیۡرَ پر نصب آئی ہے اور مرکب اضافی ہونے کی وجہ

سے یہ تفضیل کل ہے۔اُردو محاورے کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوتا ہے۔ اِنَّ کی خبر اَلتَّقْوٰی ہے اور اس پر لام جنس ہے۔ وَاتَّقُوْا فعل امر ہے۔ضمیر مفعولی آنے کی وجہ سے واوالجمع کا الف گر گیا اور ن ضمیر مفعولی نِیْ کا نون وقایہ ہے۔400

ترجمہ

اَلْحَجُّ	اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ	فَمَنْ	فَرَضَ	فِيْهِنَّ	الْحَجَّ
حج (کے)	جانے پہچانے مہینے ہیں	تو جس نے	فرض کیا (خود پر)	ان میں	حج کو

فَلَا رَفَثَ	وَلَا فُسُوْقَ ۙ	وَلَا جِدَالَ
تو کسی قسم کی فحش گوئی نہیں ہے	اور کوئی حکم عدولی نہیں ہے	اور کوئی تو تو میں میں نہیں ہے

فِي الْحَجِّ ۭ	وَمَا	تَفْعَلُوْا	مِنْ خَيْرٍ	يَّعْلَمْهُ	اللّٰهُ ۭ
حج میں	اور جو	تم لوگ کرو گے	کوئی بھی بھلائی	تو جان لے گا اس کو	اللہ

وَتَزَوَّدُوْا	فَاِنَّ	خَيْرَ الزَّادِ	التَّقْوٰى	وَاتَّقُوْنِ
اور تم لوگ سفر خرچ ساتھ رکھو	پس یقینا	بہترین زادِراہ	تقویٰ ہے	اور تقویٰ اختیار کرو میرا

يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ
اے عقل والو

نوٹ۔1

سامانِ سفر ساتھ رکھنے کے ساتھ تقویٰ کو بہترین سامانِ سفر کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف تقویٰ کافی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دیگر سامان بھی رکھو اور اسے مت بھولو۔

آیت نمبر(198)

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا ھَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ١٩٨؁﴾

ف ی ض

(ض) فَيْضًا پیمانہ لبریز ہونے سے پانی کا بہہ نکلنا۔اُبل پڑنا۔ پھوٹ بہنا۔﴿ اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ ﴾ (5/المائدہ:83)''ان کی آنکھیں اُبل پڑتی ہیں آنسو سے۔''

(افعال) اِفَاضَةً یکبارگی پانی اُنڈیلنا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔مثلاً (۱) کسی جگہ سے لوگوں کا جوق در جوق نکلنا۔آیت زیر مطالعہ۔(۲) کسی بات کو پھیلانا۔چرچا کرنا۔﴿ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ ﴾ (46/الاحقاف:8)''وہ خوب جانتا ہے اس کو، تم لوگ چرچا کرتے ہو جس کا۔''

اَفِضْ فعل امر ہے۔جوق در جوق نکل۔آگے آیت نمبر ۱۹۹ میں آیا ہے۔

ترکیب

لَيْسَ کا اسم جُنَاحٌ نکرہ آیا ہے کیونکہ عام قاعدہ بیان ہو رہا ہے۔ اَنْ تَبْتَغُوْا اس کی خبر ہے۔ اِذَا شرطیہ ہے۔ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ شرط ہے اور فَاذْكُرُوا سے هَدٰىكُمْ تک جواب شرط ہے۔ عَرَفٰتٍ اسم علم یعنی ایک جگہ کا نام ہے۔ فَاذْكُرُوْا کا فاعل اس کی اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور لفظ اللّٰہ مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے جب کہ عِنْدَ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اَلْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بھی اسم علم ہے اور مزدلفہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے۔ وَاِنْ كُنْتُمْ کا اِنْ مخففہ ہے۔ مِنْ قَبْلِهٖ میں ہٖ کی ضمیر ہدایت کے لیے ہے۔

ترجمہ

لَيْسَ عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ تَبْتَغُوْا	فَضْلًا	مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ	فَاِذَآ
تم لوگوں پر	کوئی گناہ نہیں ہے	کہ تم لوگ جستجو کرو	کچھ روزی کی	اپنے رب سے	پس جب بھی

اَفَضْتُمْ	مِّنْ عَرَفٰتٍ	فَاذْكُرُوا	اللّٰهَ	عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪	وَاذْكُرُوْهُ
تم لوگ جوق در جوق نکلو	عرفات سے	تو یاد کرو	اللہ کو	مشعر حرام کے پاس	اور یاد کرو اس کو

كَمَا	هَدٰىكُمْ ۚ	وَاِنْ كُنْتُمْ	مِّنْ قَبْلِهٖ	لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ
اس طرح جیسے	اس نے ہدایت کی تم کو	اور یقیناً تم لوگ	اس سے پہلے	گمراہ ہونے والوں میں سے تھے

نوٹ۔1

”ارشادِ قرآنی وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ سے ایک اور بھی اصولی مسئلہ نکل آیا کہ ذکر اللہ اور عبادات میں آدمی خود مختار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح چاہے یاد کرے، اور جس طرح چاہے اس کی عبادت کرے، بلکہ ذکر اللہ اور ہر عبادت کے خاص آداب ہیں، اُن کے موافق ادا کرنا ہی عبادت ہے۔ اس کے خلاف کرنا جائز نہیں اور اس میں کمی بیشی یا مقدم مؤخر کرنا، خواہ اس میں ذکر اللہ کی کچھ زیادتی بھی ہو، وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ نفلی عبادات اور صدقہ خیرات وغیرہ میں جو لوگ بلا دلیل شرعی اپنی طرف سے کچھ خصوصیات اور اضافے کر لیتے ہیں اور ان کی پابندی کو ضروری سمجھ لیتے ہیں، حالانکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضروری قرار نہیں دیا، اور ان افعال کے نہ کرنے والوں کو خطا دار سمجھتے ہیں، اس آیت نے ان کی غلطی کو واضح کر دیا۔“ (معارف القرآن)

آیت نمبر (2199)

﴿ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ۱۹۹

ترکیب

فعل امر اَفِيْضُوْا کا فاعل اس کی اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور اَفَاضَ کا فاعل النَّاسُ ہے، جب کہ مِنْ حَيْثُ ان دونوں کا ظرف ہے اس لیے محلاً منصوب ہے۔ فعل امر وَاسْتَغْفِرُوْا کا فاعل اس کی اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور لفظ اَللّٰهَ اس کا مفعول ہے۔

ترجمہ

ثُمَّ اَفِيْضُوْا	مِنْ حَيْثُ	اَفَاضَ	النَّاسُ	وَاسْتَغْفِرُوا	اللّٰهَ
پھر تم لوگ جوق در جوق نکلو	جہاں سے	نکلے	لوگ	اور مغفرت طلب کرو	اللہ سے

اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

قریش خانہ کعبہ کے ''برہمن'' تھے اور عام حاجیوں کی طرح عرفات جا کر قیام کرنے میں ہتک محسوس کرتے تھے، اس لیے وہ لوگ مزدلفہ میں قیام کرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وی۔ آئی۔ پی کلچر کے بُت کو توڑنے کا حکم دیا ہے، لیکن ہم لوگوں نے اسے اپنے گلے میں اٹکایا ہوا ہے، نہ نگلے بنتا ہے اور نہ اُگلے بنتا ہے۔ اس کلچر کو ہم برا بھلا بھی کہتے رہتے ہیں اور چوڑتے بھی نہیں۔

یہ مسجد ہے کہ مئے خانہ، تعجب اس پہ آتا ہے
جناب شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

آیت نمبر (200)

﴿ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ ﴾

ترکیب

فَاِذَا شرطیہ ہے۔ قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ شرط ہے اور فَاذْكُرُوا سے ذِكْرًا تک جواب شرط ہے۔ كَذِكْرِكُمْ میں ذِكْرِ مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے اور اٰبَآءَ کو نصب دی ہے۔ تفسیر حقانی کے مطابق اَشَدَّ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ذِكْرًا اس کی تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مَنْ یہاں جمع کے مفہوم میں ہے۔ لفظی رعایت کے تحت يَقُوْلُ واحد آیا ہے اور معنوی لحاظ سے رَبَّنَآ اٰتِنَا پر جمع کی ضمیر آئی ہے۔ رَبَّنَا میں رَبَّ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے حرفِ ندا محذوف ہے۔ مَا نافیہ ہے۔ خَلَاقٍ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور اس پر مِنْ تبعیضیہ لگا ہوا ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ وَاجِبًا یا ثَابِتًا ہو سکتی ہے۔ لَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے اور اس کی ضمیر مَنْ کے لیے ہے جب کہ فِي الْاٰخِرَةِ متعلق خبر ہے۔

ترجمہ

فَاِذَا	قَضَيْتُمْ	مَّنَاسِكَكُمْ	فَاذْكُرُوا	اللّٰهَ	كَذِكْرِكُمْ
پس جب	تم لوگ پورا کر لو	اپنے حج کے اعمال کو	تو یاد کرو	اللہ کو	تمہارے یاد کرنے کی مانند

اٰبَآءَكُمْ	اَوْ اَشَدَّ	ذِكْرًا ۭ	فَمِنَ النَّاسِ	مَنْ
اپنے آباء واجداد کو	یا زیادہ شدید ہوتے ہوئے	بلحاظ ذکر کے	اور لوگوں میں وہ بھی ہیں	جو

يَّقُوْلُ	رَبَّنَآ	اٰتِنَا	فِي الدُّنْيَا	وَمَا لَهٗ	فِي الْاٰخِرَةِ
کہتے ہیں	اے ہمارے رب!	تو دے ہم کو	دنیا میں	اور نہیں ہے اس کے لیے	آخرت میں

مِنْ خَلَاقٍ
بھلائی کا کسی قسم کا کوئی بھی حصہ

آیت نمبر (201)

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ ﴾

ترکیب

مِنۡهُمۡ کی ضمیر گزشتہ آیت کے لفظ النَّاس کے لیے ہے۔ اٰتِنَا میں اٰتِ فعل امر ہے، ضمیر مفعولی نَا مفعول اوّل ہے اور حَسَنَةً مفعول ثانی ہے۔ قِنَا میں قِ فعل امر ہے، ضمیر مفعولی نَا مفعول اوّل ہے اور عَذَابَ النَّارِ مفعول ثانی ہے۔ 400

ترجمہ

وَمِنۡهُمۡ	مَّنۡ	يَّقُوۡلُ	رَبَّنَآ	اٰتِنَا	فِى الدُّنۡيَا	حَسَنَةً
اور ان میں وہ بھی ہیں	جو	کہتے ہیں	اے ہمارے رب	تو دے ہم کو	دنیا میں	بھلائی

وَّفِى الۡاٰخِرَةِ	حَسَنَةً	وَّقِنَا	عَذَابَ النَّارِ
اور آخرت میں	بھلائی	اور تو بچا ہم کو	آگ کے عذاب سے

آیت نمبر (202)

﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ۝٢٠٢﴾

ن ص ب

(ف۔ض) نَصۡبًا: (۱) کسی چیز کو گاڑنا، جمانا۔ (۲) کسی کو تکلیف دینا۔ ﴿وَاِلَى الۡجِبَالِ كَيۡفَ نُصِبَتۡ ۝١٩﴾ (88/الغاشیہ:19) ''اور پہاڑوں کی طرف، کیسے وہ جمائے گئے۔''

(س) نَصَبًا: محنت کرنا۔ کوشش کرنا۔

اِنۡصَبۡ: فعل امر ہے۔ تو محنت کر، کوشش کر۔ ﴿فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝٧ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝٨﴾ (94/الم نشرح:8-7) ''پس جب بھی آپؐ فارغ ہوں تو آپؐ محنت کریں اور اپنے رب کی طرف پھر رغبت کریں۔''

نَاصِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ محنت کرنے والا۔ کوشش کرنے والا۔ ﴿وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝٣﴾ (88/الغاشیہ:2-3) ''کچھ چہرے اس دن ذلیل ہونے والے ہیں، عمل کرنے والے، محنت کرنے والے۔''

نَصَبٌ: اسم ذات ہے۔ مشقت۔ تکلیف۔ ﴿لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ﴾ (15/الحجر:48) ''نہیں پہنچے گی ان کو اس میں کوئی مشقت۔''

نُصۡبٌ: اسم ذات ہے۔ ایذا۔ تکلیف۔ ﴿اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الشَّيۡطٰنُ بِنُصۡبٍ وَّعَذَابٍ ۝٤١﴾ (38/صٓ:41) ''کہ چھوا مجھ کو شیطان کے ایذا سے اور عذاب سے۔''

نُصُبٌ: ج اَنۡصَابٌ۔ اسم ذات ہے۔ بھینٹ چڑھانے کی علامت کے لیے گاڑے ہوئے پتھر۔ استھان۔ بُت۔ ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ (5/المائدہ:3) ''اور جو ذبح کیا گیا استھان پر۔'' ﴿اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَيۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ﴾ (5/المائدہ:90) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ نشہ اور جوا اور استھان اور پانسے نجاست ہیں۔''

نَصِيۡبٌ: فَعِيۡلٌ کے وزن پر اسم المفعول کے معنی میں صفت ہے۔ گاڑا ہوا، جمایا ہوا۔ پھر کسی چیز کا کسی کے لیے مقرر کردہ حصے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ر ع

(س۔ک) سَرۡعًا سُرۡعَةً: کوئی کام تیزی سے کرنا۔ جلدی کرنا۔

اَسْرَعُ — افعل التفضیل ہے۔ زیادہ تیز یا سب سے تیز۔ ﴿وَ ھُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ﴾
400
(6/الانعام:62)''اور وہ سب سے تیز حساب کرنے والا ہے۔''

سَرِیْعٌ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔جلدی کرنے والا۔تیز۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(مفاعلہ) سِرَاعًا — ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے جلدی کرنا۔سبقت کرنا۔ ﴿وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ﴾ (3/آل عمران:114)''اور وہ لوگ باہم سبقت کرتے ہیں بھلائیوں میں۔''

سَارِعْ — فعل امر ہے۔تو سبقت کر۔ ﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ﴾ (3/آل عمران:133)''اور تم لوگ باہم سبقت کرو مغفرت کی طرف۔''

ح س ب

(ن) حَسْبًا — گنتی کرنا۔شمار کرنا یعنی حساب رکھنا۔حساب کرنا۔

(س۔ح) حِسْبَانًا — خیال کرنا۔گمان کرنا۔ ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ﴾ (2/البقرۃ:214)''کیا تم لوگوں نے گمان کیا کہ تم لوگ داخل ہوگے جنت میں۔''

حَاسِبٌ — اسم الفاعل ہے۔حساب رکھنے والا۔حساب کرنے والا۔اوپر لفظ اَسْرَعُ میں آیت نمبر۔6/62

حَسِیْبٌ — فَعِیْلٌ کا وزن ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں حساب کرنے والا۔ ﴿وَ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا﴾ (4/النساء:6)''اور کافی ہے اللہ بطور حساب کرنے والے کے۔''

حُسْبَانٌ — فُعْلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔(۱) بے انتہا حساب رکھنے والا۔(۲) سخت پکڑ کرنے والا (حساب کے نتیجے میں)۔آفت۔ ﴿وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا﴾ (6/الانعام:96) ''اور اس نے بنایا رات کو سکون اور سورج اور چاند کو حساب رکھنے والا۔'' ﴿وَ یُرْسِلَ عَلَیْھَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (18/الکھف:40)''اور وہ بھیجے اس پر کوئی آفت سمان سے۔''

حَسْبُ — اسم فعل ہے۔حساب کتاب میں پورا یعنی کافی۔ ﴿حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾ (3/آل عمران:173)''کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا ہی اچھا وکیل ہے۔''

(مفاعلہ) مُحَاسَبَۃً اور حِسَابًا — کسی سے کسی چیز کا حساب مانگنا۔حساب لینا۔ ﴿وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ﴾ (2/البقرۃ:284)''اور اگر تم لوگ ظاہر کرو اس کو جو تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اس کو،حساب لے گا تم سے اس کا اللہ۔''

(افتعال) اِحْتِسَابًا — (۱) اہتمام سے حساب مانگنا۔(۲) اہتمام سے خیال کرنا۔ ﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ (65/الطلاق:2-3)''اور جو تقوٰی کرتا ہے اللہ کا تو وہ بناتا ہے اس کے لیے نکلنے کا ایک راستہ اور وہ رزق دیتا ہے اس کو وہاں سے جہاں سے وہ گمان نہیں کرتا۔''

ترکیب

اُولٰٓئِکَ مبتداء ہے اور لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا، یہ پورا جملہ اس کی خبر ہے۔اس جملہ میں نَصِیْبٌ مبتداء موخر نکرہ ہے،خبر محذوف ہے اور لَھُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے،جب کہ مِمَّا کَسَبُوْا متعلق خبر ہے۔وَاللّٰہُ مبتداء اور مرکب اضافی سَرِیْعُ الْحِسَابِ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

أُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	نَصِيْبٌ	مِّمَّا	كَسَبُوْا	وَاللّٰهُ	400 سَرِيْعُ الْحِسَابِ
وہ لوگ ہیں	جن کے لیے	ایک حصہ ہے	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	اور اللہ	حساب لینے میں تیز ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر ۲/۲۰۰ میں ان لوگوں کا ذکر تھا جو اپنی نیکی کا اجر دنیا میں مانگتے ہیں۔ وہاں پر بتا دیا گیا کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں کچھ نہیں ملے گا یعنی دنیا میں ملے گا یا نہیں اور ملے گا تو کتنا، اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت سے کرے گا، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ انہیں آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ پھر آیت نمبر ۲۰۱ میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جو اپنی نیکی کا اجر دنیا اور آخرت، دونوں جگہ مانگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، اس کی وضاحت اس آیت میں کی گئی ہے کہ جو نیکی انہوں نے کمائی ہے اس کا کچھ حصہ انہیں دنیا میں ملے گا اور کچھ حصہ آخرت میں۔ اس بات کی مزید وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے (ترجمہ نہیں) کہ ایک غازی، جس نے صرف اللہ کی رضا کے لیے قتال میں حصہ لیا، اس نے اپنے اجر کا دو تہائی حصہ وصول کر لیا۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ جو لوگ حدیث کے بغیر قرآن مجید سے ہی سب کچھ سمجھنا چاہتے ہیں، وہ لوگ اپنی دلیل کے طور پر اس حدیث کو پیش کرتے ہیں کہ یہ حدیث آیت نمبر ۲۰۱ سے ٹکراتی ہے یعنی اس کے خلاف ہے، ایسے لوگوں کو اپنی قرآن فہمی کا دوبارہ جائزہ لینا چاہیے جس پر ان کا تکیہ ہے۔

آیت نمبر (302)

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾٢٠٣

ح ش ر

(ن) حَشْرًا: (۱) جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔ (۲) جمع کرنے کے لیے نکالنا۔ اُٹھانا۔ ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴾ (19/مریم:85) ''جس دن ہم جمع کریں گے متقی لوگوں کو رحمٰن کی طرف بطور وفد کے۔'' ﴿رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى﴾ (20/طٰہٰ:125) ''اے میرے رب! تو نے کیوں اُٹھایا مجھ کو اندھا۔''

اُحْشُرْ: فعل امر ہے۔ تو جمع کر۔ ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ (37/الصّٰفّٰت:22) ''تم لوگ اکٹھا کرو ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا۔''

حَاشِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ جمع کرنے والا۔ ﴿وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴾ (26/الشعراء:36) ''اور تو بھیج شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔''

مَحْشُوْرٌ: اسم المفعول ہے۔ جمع کیا ہوا۔ ﴿وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ﴾ (38/صٓ:19) ''اور پرندوں کو، جمع کیے ہوئے۔''

ترکیب

وَاذْكُرُوْا کا فاعل اس کی اَنْتُمْ کی ضمیر ہے، لفظ اللہ مفعول ہے اور مرکب توصیفی اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ظرف ہے لیکن فِيْ کی وجہ سے حالتِ جرّ میں آیا ہے۔ فَمَنْ شرطیہ ہے تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ شرط ہے۔ جب کہ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ جواب شرط ہے۔ اور اس پر لائے نفی جنس ہے۔

ترجمہ

وَاذْكُرُوا	اللّٰهَ	فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ	فَمَنْ	تَعَجَّلَ	فِيْ يَوْمَيْنِ
اور تم لوگ یاد کرو	اللہ کو	گنے ہوئے دنوں میں	پس جس نے	جلدی کی	دو دنوں میں

فَلَآ اِثْمَ	عَلَيْهِ ۚ	وَمَنْ تَاَخَّرَ	فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ
تو کسی قسم کا گناہ نہیں ہے	اس پر	اور جس نے دیر کی	تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے اس پر

لِمَنِ اتَّقٰى ؕ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّكُمْ
اس کے لیے جس نے تقویٰ کیا	اور م لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور تم لوگ جان لو	کہ

اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ
اس کی طرف ہی	تم سب اکٹھا کیے جاؤ گے

نوٹ۔1

تَعَجَّلَ کے ساتھ دو دنوں کی وضاحت ہے لیکن تَاَخَّرَ کے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ حاجی کی مرضی ہے کہ جب تک اس کا جی چاہے منیٰ میں رہے، تین دن میں واپسی ضروری نہیں ہے۔ کچھ لوگ سعودی حکومت پر تنقید کرتے ہیں کہ تمام انتظامات ختم کر کے حاجیوں کو تین دنوں میں واپسی پر مجبور کرنا، اس آیت کے خلاف ہے۔ وہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ طریقہ اسلام سے بھی پہلے رائج ہے جسے قرآن یا حدیث میں تبدیل نہیں کیا گیا۔ نیز ان کی دلیل کی تردید اس آیت کے الفاظ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے ہو جاتی ہے کہ جلدی یا دیر کرنے کی بات ان دنوں کے حوالے سے ہے۔

اس قسم کی بحثوں میں اُلجھنے کے بجائے ہمیں اپنی توجہ کو اس آیت کے اصل سبق پر مرکوز کرنا چاہیے اس میں سبق یہ دیا گیا ہے کہ کسی حاجی کی فضیلت اس میں نہیں ہے کہ دس تاریخ کو حج کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد کون منیٰ میں دو دن رہا اور کون تین دن، بلکہ فضیلت اس میں ہے کہ قیام کے دوران کس نے اللہ کو کتنا یاد کیا اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے کی کتنی پریکٹس کی۔

جس طرح حج پر آنے کے سفر کے لیے بہترین زادِ راہ تقویٰ تھا اسی طرح واپسی کے لیے بھی بہترین زادِ راہ اور حج کا بہترین تحفہ تقویٰ ہونا چاہیے۔ اس لیے حج سے فارغ ہو کر کچھ عرصہ منیٰ میں قیام کر کے اپنے تقویٰ میں حسن و نکھار پیدا کر کے اسے خوب مستحکم کر لو، اس کے بعد اپنے کمرۂ امتحان میں واپس جاؤ۔

آیت نمبر (204)

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴ ﴾

ع	ج	ب

(س) عَجَبًا حیرت زدہ ہونا۔ حیرت کرنا۔ ﴿ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ ﴾ (7/الاعراف: 63) ''تو کیا تم لوگ حیرت زدہ ہو کہ تمہارے پاس آئی ایک یاد دہانی تمہارے رب سے، تم میں سے ایک شخص پر۔''

	عَجَبٌ	مصدر کے علاوہ صفت بھی ہے۔ جو چیز عام طور پر نظر نہ آتی ہو۔ غیر معمولی۔ حیران کن۔ انوکھی۔ ﴿ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ ﴾(10/یونس:2)''کیا لوگوں کے لیے حیران کن ہے کہ ہم نے وحی کی ان میں سے ایک شخص کی طرف۔''
	عَجِیۡبٌ	فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ حیران کن۔ ﴿ هٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ﴾(50/قٓ:2)''یہ حیران کن چیز ہے۔''
	عُجَابٌ	فُعَالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی حیران کن۔ ﴿ اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ ﴾(38/صٓ:5) ''یقیناً یہ انتہائی حیران کن چیز ہے۔''
(افعال)	اِعۡجَابًا	کسی کو حیرت میں ڈالنا۔(۱) حیرت زدہ کرنا۔(۲) دلکش لگنا۔ بھلا لگنا۔ ﴿ فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ ﴾(9/التوبہ:55)''تو حیران نہ کریں تجھ کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد'' ﴿ وَ لَوۡ اَعۡجَبَكَ كَثۡرَةُ الۡخَبِیۡثِ ﴾(5/المآئدہ:100)''اور اگر بھلی لگے تجھ کو خباثت کی کثرت۔''

ل د د

(ن)	لَدًّا	کسی کی بات نہ ماننا۔ ہٹ دھرم ہونا۔
	اَلَدُّ	ج لُدٌّ۔ افعل التفضیل ہے۔ زیادہ ہٹ دھرم یا انتہائی ہٹ دھرم۔ واحد آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔ ﴿ وَ تُنۡذِرَ بِهٖ قَوۡمًا لُّدًّا ﴾(19/مریم:97)''اور تاکہ آپؐ خبردار کریں اس سے ایک زیادہ ہٹ دھرم قوم کو۔''

خ ص م

(ض)	خَصۡمًا	زبانی جھگڑا کرنا۔ تو تکار کرنا۔
	خَصۡمٌ	اسم ذات بھی ہے۔ مدّمقابل۔ فریقِ مخالفت۔ (یہ واحد، جمع، مؤنث، سب کے لیے آتا ہے)۔ ﴿ وَ هَلۡ اَتٰىكَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ ﴾(38/صٓ:21)''اور کیا پہنچی تجھ کو مخالف فریقوں کی خبر۔''
	خَصِمٌ	ج خِصَامٌ اور خَصِمُوۡنَ۔ صفت ہے۔ کٹ حجتی۔ جھگڑالو۔ خِصَامٌ آیتِ زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔ ﴿ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ ﴾(43/الزخرف:58)''بلکہ وہ لوگ جھگڑالو قوم ہیں۔''
	خَصِیۡمٌ	فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ بحث کرنے والا جھگڑالو۔ ﴿ فَاِذَا هُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴾(16/النحل:4)''پس جب ہی وہ کھلے طور پر ہمیشہ بحث کرنے والا ہے۔''
(افتعال)	اِخۡتِصَامًا	اہتمام سے ایک دوسرے سے اُلجھنا۔ جھگڑنا۔ ﴿ وَمَا كُنۡتَ لَدَیۡهِمۡ اِذۡ یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴾(3/آل عمران:44)''اور آپؐ نہیں تھے ان کے پاس جب وہ ایک دوسرے سے اُلجھ رہے تھے۔''
(تفاعل)	تَخَاصُمًا	باہم جھگڑا کرنا۔ ﴿ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهۡلِ النَّارِ ﴾(38/صٓ:64)''بیشک یہ حق ہے، آگ والوں کا باہم جھگڑا کرنا۔''

ترکیب

مَنۡ نکرہ موصوفہ ہے۔ اگلا جملہ اس کی صفت ہے۔ یُعۡجِبُ کا مفعول ضمیر کَ ہے اور قَوۡلُهٗ اس کا فاعل ہے۔ یُشۡهِدُ کا فاعل اس کی هُوَ کی ضمیر ہے جو مَنۡ کے لیے ہے۔ اَلَدُّ الۡخِصَامِ مرکب اضافی ہے لیکن اُردو محاورے کی وجہ سے ترجمہ مرکب توصیفی میں ہوگا۔

ترجمہ

وَمِنَ النَّاسِ	مَنۡ	يُّعۡجِبُكَ	قَوۡلُهٗ	فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا
اور لوگوں میں وہ بھی ہے	جو	بھلی لگتی ہے تجھ کو	جس کی بات	دنیا کی زندگی میں

وَيُشۡهِدُ	اللّٰهَ	عَلٰى مَا	فِىۡ قَلۡبِهٖ	وَ	هُوَ
اور جو گواہ بناتا ہے	اللہ کو	اس پر جو	اس کے دل میں ہے	حالانکہ	وہ

اَلَدُّ الۡخِصَامِ
انتہائی ہٹ دھرم ہے

آیت نمبر (205)

﴿وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الۡاَرۡضِ لِيُفۡسِدَ فِيۡهَا وَيُهۡلِكَ الۡحَـرۡثَ وَالنَّسۡلَ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الۡفَسَادَ ۝۲۰۵﴾

ح ر ث

(ن) حَرۡثًا: کھیتی کے لیے زمین تیار کرنا۔ بیج ڈالنا۔ ﴿اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ؕ۝۶۳ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ۝۶۴﴾ (56/ الواقعہ:63۔64) ”کیا تم لوگوں نے دیکھا نہیں جو تم بیج ڈالتے ہو، کیا تم اُگاتے ہو اس کو یا ہم اگانے والے ہیں۔“

حَرۡثٌ: اسم ذات بھی ہے۔ کھیتی۔ آیت زیر مطالعہ۔

ن س ل

(ض) نَسۡلًا: پرندوں کے پر یا جانوروں کے اُون کا گرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے مثلاً (۱) گرنا یا الگ ہونا۔ (۲) تیز چلنا۔ ﴿وَهُمۡ مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ يَّنۡسِلُوۡنَ ۝۹۶﴾ (21/ الانبیاء:96) ”اور وہ لوگ ہر بلندی سے تیزی سے پھسلتے ہوں گے۔“

نَسۡلٌ: کسی سے الگ ہونے والی چیز۔ اولاد اور اولاد کی اولاد ۔نسل۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اِذَا شرطیہ ہے۔ تَوَلّٰى شرط ہے اور سَعٰى سے وَالنَّسۡلَ تک جواب شرط ہے۔ افعال تَوَلّٰى۔ سَعٰى۔ يُفۡسِدَ اور يُهۡلِكَ کے فاعل ان کی هُوَ کی ضمیریں ہیں جو گزشتہ آیت میں مذکور مَنۡ کے لیے ہیں۔ فِيۡهَا کی ضمیر اَلۡاَرۡض کے لیے ہے۔ يُفۡسِدَ کے لام كَیۡ پر عطف ہونے کی وجہ سے يُهۡلِكَ پر بھی نصب ہے۔ معلوم ہے کہ لامِ کَیۡ کے بعد لفظ اَنۡ محذوف ہوتا ہے۔ نسل سے مراد مویشیوں کی نسل ہے۔

ترجمہ

وَاِذَا	تَوَلّٰى	سَعٰى	فِى الۡاَرۡضِ	لِيُفۡسِدَ	فِيۡهَا
اور جب	وہ لوٹتا ہے	تو وہ بھاگ دوڑ کرتا ہے	زمین میں	تاکہ وہ نظم بگاڑے	اس میں

وَيُهۡلِكَ	الۡحَرۡثَ	وَالنَّسۡلَ‌ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ
اور تاکہ وہ برباد کرے	کھیتی کو	اور (مویشیوں کی) نسل کو	اور اللہ	پسند نہیں کرتا

اَلۡفَسَادَ	431
فساد کو	

آیت نمبر(206)

﴿وَاِذَا قِيۡلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتۡهُ الۡعِزَّةُ بِالۡاِثۡمِ فَحَسۡبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾﴾

م	ھ	د

(ف) مَهَدًا: کسی چیز کو بچھانا۔ آرام دِہ بنانا۔ ﴿وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِهِمۡ يَمۡهَدُوۡنَ ﴿۴۴﴾﴾ (30/الروم: 44) ''اور جس نے عمل کیا کوئی نیکی کا تو اپنے لیے وہ آرام دِہ بناتا ہے۔''

مَاهِدٌ: اسم الفاعل ہے۔ بچھانے والا۔ آرام دِہ بنانے والا۔ ﴿وَالۡاَرۡضَ فَرَشۡنٰهَا فَنِعۡمَ الۡمٰهِدُوۡنَ ﴿۴۸﴾﴾ (51/الذریات:48) ''اور زمین کو، ہم نے بچھایا اس کو تو ہم کتنا اچھا، آرام دِہ بنانے والے ہیں۔''

مِهَادٌ: فِعَالٌ کے وزن پر اسم المفعول ہے آرام دِہ بنائی ہوئی چیز۔ آرام کا ٹھکانہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مَهۡدٌ: اسم ذات ہے۔ بچھونا۔ چھوٹے بچے کا گھوارہ۔ ﴿الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا﴾ (20/طٰہٰ:53) ''جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا۔'' ﴿كَيۡفَ نُكَلِّمُ مَنۡ كَانَ فِي الۡمَهۡدِ﴾ (19/مریم:29) ''ہم کیسے بات کریں اس سے جو ہے گھوارے میں۔''

ترکیب

اِذَا شرطیہ ہے۔ قِيۡلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ شرط ہے اور اَخَذَتۡهُ الۡعِزَّةُ بِالۡاِثۡمِ جوابِ شرط ہے۔ اَخَذَتۡ کا فاعل الۡعِزَّةُ ہے اور هُ ضمیر مفعولی ہے جبکہ بِالۡاِثۡمِ متعلق فعل ہے اور اس میں بِ سببیہ ہے۔ مرکب اضافی حَسۡبُهٗ مبتداء ہے۔ جَهَنَّمُ خبر ہے۔ لَبِئۡسَ الۡمِهَادُ مبتداء ہے اور اس کی خبر جَهَنَّمُ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاِذَا	قِيۡلَ	لَهُ	اتَّقِ	اللّٰهَ	اَخَذَتۡهُ	الۡعِزَّةُ
اور جب کبھی	کہا جاتا ہے	اس سے	کہ تو تقویٰ کر	اللہ کا	تو جکڑتا ہے اس کو	گھمنڈ

بِالۡاِثۡمِ	فَحَسۡبُهٗ	جَهَنَّمُ ؕ	وَلَبِئۡسَ الۡمِهَادُ
گناہ کے سبب سے	پس کافی ہے اس کو	جہنم	اور بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔(جہنم)

آیت نمبر(2/البقرہ:207)

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِيۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾﴾

ترکیب

يَشۡرِيۡ کا فاعل اس کی هُوَ کی ضمیر ہے جو مَنۡ کے لیے ہے۔ نَفۡسَهٗ اس کا مفعول اوّل ہے اور مرکب اضافی اِبۡتِغَاءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ اس کا مفعول ثانی ہے اس لیے مضاف اِبۡتِغَاءَ پر نصب آئی ہے۔

ترجمہ

وَمِنَ النَّاسِ	مَنْ	يَّشْرِيْ	نَفْسَهُ	ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط
اورلوگوں میں وہ بھی ہیں	جنہوں نے	سودا کیا	اپنے آپ کا	اللہ کے راضی ہونے کی جستجو کرنے سے

وَاللّٰهُ	رَءُوْفٌ	بِالْعِبَادِ
اوراللہ	بے تنہا نرمی کرنے والا ہے	بندوں سے

نوٹ۔1

آیت نمبر 200 سے آیت زیتِ مطالعہ یعنی 207 تک میں چار قسم کے حاجیوں کا ذکر آیا ہے۔لیکن ان کے لیے حاجی کے بجائے اَلنَّاس کا لفظ لایا گیا ہے۔اس سے راہنمائی یہ ملتی ہے کہ جیسے معاشرے میں مختلف کردار کے لوگ ہوتے ہیں، ویسے حاجیوں میں بھی مختلف کردار کے لوگ ہوتے ہیں۔

آیت نمبر 200 میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ کے الفاظ سے پہلی قسم کے حاجیوں کا ذکر ہوا۔یہ وہ لوگ ہیں جن کا حج کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انہیں دنیا میں عزت وشہرت اور مقام ورتبہ حاصل ہو۔ایسے لوگوں کو آخرت میں حج کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔پھر آیت نمبر 201 میں وَمِنْهُمْ مَّنْ کے الفاظ سے دوسری قسم کے حاجیوں کا ذکر ہوا۔یہ لوگ دنیا اور آخرت دونوں جگہ کے فوائد کے خواہشمند ہوتے ہیں۔اِن کو ان کی کمائی میں سے دونوں جگہ حصہ ملے گا۔پھر آیت نمبر 204 میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ کے الفاظ سے تیسری قسم کے ہاجیوں کا ذکر ہوا۔یہ SELF CENTRED لوگ ہیں یعنی انتہائی خود پسند لوگ جو اپنی ناک سے آگے کچھ نہیں دیکھتے اور اپنی بات کے آگے کسی کی بات کو اہمیت نہیں دیتے۔یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات بھی نہیں سنتے۔حالانکہ بات بات پر اللہ کو گواہ بناتے ہیں۔یہ لوگ حج کرنے کے بعد بھی اپنے مخالف کو پست کرنے کے لیے کسی زیادتی یا ظلم سے دریغ نہیں کرتے۔اِن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔اور آیت زیرِ مطالعہ میں چوتھی قسم کے ہاجیوں کا ذکر ہے۔یہ لوگ حج سے اللہ کی رضا کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں رکھتے۔ایسے بندوں سے اللہ تعالیٰ انتہائی نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔یعنی بشری تقاضوں کے تحت حج کے دوران ان سے جو بھی بھول چوک یا لغزش ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے وہ سب معاف کر دیتا ہے۔

مذکورہ آیات کے مطالعہ سے بزرگوں کی اس بات میں بڑا وزن محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ آدمی کے اندر ہوتا ہے، حج کرنے کے بعد وہی نمایاں ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر (208)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ ﴾

ل ف ف

(ن) كَفًّا (۱) ہتھیلی مار کر کسی کو روکنا۔(۲) ہتھیلیوں سے کوئی چیز جمع کرنا۔﴿ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ ﴾(5/المآئدہ:110)"اور جب میں نے روکا بنواسرائیل کو آپؐ سے۔"

كَفٌّ اسم ذات بھی ہے۔ہتھیلی۔﴿ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ ﴾(13/الرعد:14)"مگر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلانے کی مانند پانی کی طرف۔"

كُفَّ فعل امر ہے۔تو روک۔﴿ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾(4/النساء:77)"تم لوگ روکو اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز۔"

كَآفَّةً

یہ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل کَافٌّ ہے اور اس پر تائے مبالغہ ہے جیسے عَلَّامَۃٌ پر ہے۔ (۱) بہت زیادہ روکنے والا (۲) بہت زیادہ جمع کرنے والا۔ پھر اس سے مُراد لیتے ہیں باجماعت۔ سب کے سب۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (34/سبا:28) ''اور ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو مگر تمام لوگوں کے لیے۔'' ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً﴾ (9/التوبہ:36) ''اور تم لوگ قتال کرو مشرکوں سے اکٹھا ہو کر۔''

ترکیب

فعل امر اُدْخُلُوْا کا مفعول السِّلْمِ ہے جو فِيْ کے صلہ کی وجہ سے مجرور ہوا ہے جبکہ السِّلْمِ کا حال ہونے کی وجہ سے كَآفَّةً منصوب ہے۔ لَا تَتَّبِعُوْا فعل نہی کا مفعول مرکب اضافی خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اس لیے اس کا مضاف خُطُوٰتِ حالتِ نصبی میں ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	ادْخُلُوْا	فِي السِّلْمِ	كَآفَّةً	وَّلَا تَتَّبِعُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ داخل ہو	اسلام میں	کل کے کل	اور پیروی مت کرو

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ	اِنَّهٗ	لَكُمْ	عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ
شیطان کے نقوش قدم کی	یقیناً وہ	تم لوگوں کے لیے	ایک کھلا دشمن ہے

آیت نمبر (209)

﴿فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾﴾

ترکیب

اِنْ شرطیہ ہے۔ زَلَلْتُمْ سے الْبَيِّنٰتُ تک شرط ہے اور فَاعْلَمُوْا سے آخیر تک جواب شرط ہے۔ جَآءَتْ کا مفعول كُمْ کی ضمیر ہے اور اَلْبَيِّنٰتُ اس کا فاعل ہے، یہ صفت ہے اور اس کا موصوف اَلْاٰيٰتُ محذوف ہے۔

ترجمہ

فَاِنْ	زَلَلْتُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ مَا	جَآءَتْكُمُ	الْبَيِّنٰتُ
پھر اگر	تم لوگوں نے لغزش کھائی	اس کے بعد کہ جو	آئیں تمہارے پاس	واضح (نشانیاں)

فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ
تو جان لو	کہ	اللہ	بالادست ہے	دانا ہے

آیت نمبر (2/البقرہ:210)

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾﴾

ترکیب

اَنْ يَّاْتِيَ کا مفعول هُمْ کی ضمیر ہے، جبکہ اَللّٰهُ اور الْمَلٰٓئِكَةُ اس کے فاعل ہیں۔ اَلْغَمَامِ اسم جنس ہے اُردو میں یہ مفہوم بادلوں سے ادا ہوگا۔ قُضِيَ کا نائب فاعل اَلْاَمْرُ ہے اور اس پر لام جنس ہے، تُرْجَعُ کا نائب فاعل اَلْاُمُوْرُ ہے اور متعلق فعل اِلَى اللّٰهِ کو تاکید کے لیے مقدم کیا گیا ہے۔

ترجمہ

هَلْ يَنْظُرُوْنَ	اِلَّآ	اَنْ يَّاْتِيَهُمُ	اللّٰهُ	فِيْ ظُلَلٍ
وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے اس کے	کہ آئے ان کے پاس	اللہ	سائبانوں میں

مِّنَ الْغَمَامِ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ	وَقُضِيَ	الْاَمْرُ ؕ	وَاِلَى اللّٰهِ
بادلوں کے	اور فرشتے	اور فیصلہ کیا جائے	سارے مسئلے کا	اور اللہ کی طرف ہی

تُرْجَعُ	الْاُمُوْرُ
لوٹائے جائیں گے	تمام مسئلے

نوٹ۔1

اگر آپ کسی سے پوچھیں کہ تم میوزیم گئے تھے، وہاں تم نے کیا دیکھا اور جواب میں وہ کہے کہ کیا دیکھا سوائے اس کے کہ......اب نوٹ کریں کہ اس جواب میں حرفِ استفہام ''کیا'' نفی کے معنی دے رہا ہی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ۔ اسی طرح آیت میں هَلْ بھی نفی کے مفہوم میں آیا ہے یعنی وہ لوگ کوئی انتظار نہیں کرتے سوئے اس کے کہ۔

نوٹ۔2

مادہ ''ن ظ ر'' راہ دیکھنے یا انتظار کرنے کے معنی میں عام طور پر باب افتعال سے آتا ہے لیکن کبھی ثلاثی مجرد سے بھی اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ آیت اس کی ایک مثال ہے۔

آیت نمبر (211)

﴿سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢١١﴾

ترکیب

كَمْ استفہامیہ ہے۔ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ اس کی تمیز ہے لیکن مِنْ کی وجہ سے مجرور ہوئی ہے۔ اٰتَيْنَا کی ضمیر مفعولی هُمْ، بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کے لیے ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے۔ يُبَدِّلْ سے جَآءَتْهُ تک شرط ہے اس کے آگے جملہ جواب شرط کا ہے يُبَدِّلْ کا فاعل اس کی هُوَ کی ضمیر ہے جو مَنْ کے لیے ہے اور نِعْمَةَ اللّٰهِ اس کا مفعول ہے۔ جَآءَتْ کا فاعل اس کی هِيَ کی ضمیر ہے جو نِعْمَةَ اللّٰهِ کے لیے ہے اور اس کی ہُ کی ضمیر مفعولی مَنْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

سَلْ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	كَمْ	اٰتَيْنٰهُمْ	مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ
آپ پوچھیں	بنی اسرائیل سے	کتنی	ہم نے دی ان کو	واضح نشانی

فَاِنَّ اللّٰهَ	جَآءَتْهُ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	وَمَنْ يُّبَدِّلْ
تو یقیناً اللہ	وہ آئی اس کے پاس	اس کے بعد کہ جو	اللہ کی نعمت کو	اور جو بدلتا ہے

شَدِيْدُ الْعِقَابِ
پکڑنے میں سخت ہے

نوٹ۔1

قاعدہ یہ ہے کہ کَمْ کے بعد والا اسم اگر منصوب ہو تو ایسا کَمْ استفہامیہ ہوتا ہے اور اگر اسم مجرور ہو تو وہ کَمْ خبریہ ہوتا ہے۔ اب اس کا ایک استثناء سمجھ لیں۔ کَمْ استفہامیہ اور اس کے اسم کے درمیان میں اگر کوئی دوسرا لفظ آجائے، جیسا کہ اس آیت میں اٰتَيْنٰهُمْ آیا ہے، تو اس کے اسم کو مِنْ لگا کر مجرور کر سکتے ہیں۔ اِس صورت میں بھی وہ کَمْ استفہامیہ ہی رہتا ہے اور خبریہ نہیں ہوتا۔

نوٹ۔2

یہاں نِعْمَةَ اللّٰهِ سے مراد اللہ کا دین ہے۔ اور اللہ کے دین کا حامل ہونے میں منصب امامت از خود شامل ہے۔ بنواسرائیل نے اللہ کے دین میں تبدیلیاں کر کر کے اس کو اتنا مسخ کر دیا کہ اس میں صحیح اور غلط کا فرق کرنا ممکن نہ رہا اور دنیا کے لیے اس سے راہنمائی حاصل کرنے کا امکان ختم ہو گیا۔ اس لیے ان کو منصب امامت سے معزول کیا گیا۔

آیت نمبر (212)

﴿ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ ﴾

ز ی ن

(ض) زَيْنًا کسی چیز کو خوبصورت بنانا۔ سجانا۔ آراستہ کرنا۔

زِيْنَةٌ اسم ذات ہے۔ وہ چیز جس سے کسی چیز کو سجایا جائے۔ سجاوٹ۔ آرائش۔ ﴿مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾ (7/ الاعراف:32) ''کس نے حرام کیا اللہ کی اس سجاوٹ کو جو اس نے نکالی اپنے بندوں کے لیے۔''

(تفعیل) تَزْيِيْنًا بتدریج سجانا۔ خوب سجانا۔ ﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾﴾ (6/ الانعام:43) ''اور سجایا ان کے لیے شیطان نے اس کو جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔'' ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾ (49/ الحجرات:7) ''اور لیکن اللہ نے محبوب بنایا تمہارے لیے ایمان کو اور اس نے سجایا اس کو تمہارے دلوں میں۔''

(تفعّل) تَزَيُّنًا اور اِزَّيُّنًا بتکلف آراستہ ہونا۔ ﴿اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ﴾ (10/ یونس:24) ''جب پکڑا زمین نے اپنا سنگھار اور وہ آراستہ ہوئی۔''

ترکیب

زُيِّنَ کا نائب فاعل اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ہے۔ اَلْحَيٰوةُ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے اس کے فعل کے مذکر کا صیغہ بھی جائز ہے۔ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا متعلق فعل ہے۔ وَيَسْخَرُوْنَ کا واوٗ عاطفہ ہے۔ يَسْخَرُوْنَ کی هُمْ کی ضمیر فاعلی لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کے لیے ہے۔وَالَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا کا واؤ استینافیہ ہے اس لیے اس سے پہلے وقف لازم ہے۔وَالَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا مبتداء ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور ظرف فَوۡقَھُمۡ قائم مقام خبر ہے۔اس میں ھُمۡ کی ضمیر لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا کے لیے ہے۔یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ دوسرا ظرف ہے اور متعلق خبر ہے۔یَرۡزُقُ اور یَشَاءُ دونوں کا مفعول مَنۡ ہے۔یَشَاءُ کی ھُوَ کی ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

زُیِّنَ	لِلَّذِیۡنَ	کَفَرُوا	الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا	وَیَسۡخَرُوۡنَ	مِنَ الَّذِیۡنَ
سجایا گیا	ان کے لیے جنہوں نے	ناشکری کی	دنیوی زندگی کو	اور وہ لوگ مذاق کرتے ہیں	ان سے جو

اٰمَنُوۡا	وَالَّذِیۡنَ	اتَّقَوۡا	فَوۡقَھُمۡ	یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ
ایمان لائے	اور وہ لوگ جنہوں نے	تقویٰ کیا	ان سے بالاتر ہوں گے	قیامت کے دن

وَاللّٰہُ	یَرۡزُقُ	مَنۡ	یَّشَآءُ	بِغَیۡرِ حِسَابٍ
اور اللہ	عطا کرتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	کسی شمار کے بغیر

نوٹ۔1

قرآن مجید میں ایک سو سے زیادہ مقامات پر لفظ یَشَاءُ آیا ہے اور پچاس سے زیادہ مقامات پر اس سے پہلے مَنۡ یا لِمَنۡ آیا ہے۔

ہمارے کچھ عقل پرست لوگ (عقل پسندی قرآنی ہدایات کے مطابق ہے لیکن عقل پرستی غلط ہے) ایسے مقامات پر مَنۡ کو یَشَاءُ کا فاعل مان کر ترجمہ کرتے ہیں۔آیت زیرِ مطالعہ قرآن مجید کے ان مقامات میں سے ایک ہے جہاں عقل پرستوں کی غلطی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

مَنۡ کو اگر یَشَاءُ کا فاعل مان کر ترجمہ کریں تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے جو چاہتا ہے۔اب اگر ایمانداری سے سوچا جائے تو ہر غیر متعصب ذہن کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ کون ہے جو نہیں چاہتا کہ اس کو بے شمار ملے۔اور اس دنیا میں کون ہے جس کو اس کی خواہش کے مطابق ملا ہے۔عام آدمی کا تو ذکر ہی چھوڑ دیں، یہ خواہش تو اپنے وقت کے کسی فرعون کی بھی پوری نہیں ہوئی۔

عقل پرستوں کی سوچ میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے چاہنے کو اپنے چاہنے پر قیاس کرتے ہیں۔حالانکہ ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔بلکہ صحیح تر بات یہ ہے کہ ان میں کسی قسم کا کوئی نسبت و تناسب نہیں ہے۔ہمارا چاہنا ہمارے محدود علم، محدود سمجھ، بے لگام خواہشات، خاندان، برداری، ذات پات اور رنگ و نسل کے تعصّبات کے تحت ہوتا ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ کا چاہنا اس کی لامحدود صفات مثلاً علم، رأفت، رحمت اور حکمت وغیرہ کے مطابق ہوتا ہے۔جو لوگ اس حقیقت کو سمجھ کر تسلیم کر لیتے ہیں، ان کو قرآن مجید کے مذکورہ مقامات کا وہ مفہوم سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی، جو صحابۂ کرامؓ اُمت کو سمجھا گئے ہیں۔

آیت نمبر(213)

﴿ کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ۟ فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ ۪ وَ اَنۡزَلَ مَعَھُمُ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ فِیۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ ؕ وَ مَا اخۡتَلَفَ فِیۡہِ اِلَّا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡہُ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡھُمُ الۡبَیِّنٰتُ بَغۡیًۢا بَیۡنَھُمۡ ۚ فَھَدَی اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ مِنَ الۡحَقِّ بِاِذۡنِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۲۱۳﴾

ترکیب

كَانَ کا اسم النَّاسُ ہے اور مرکب توصیفی اُمَّةً وَّاحِدَةً اس کی خبر ہے۔ فَبَعَثَ کا فاعل اللّٰهُ ہے، النَّبِيّٖنَ اس کا مفعول ہے جبکہ مُبَشِّرِيْنَ اور مُنْذِرِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ اَنْزَلَ میں هُوَ کی ضمیر فاعلی اللّٰهُ کے لیے ہے۔ مَعَهُمُ کی ضمیر النَّبِيّٖنَ کے لیے ہے جبکہ اَنْزَلَ کا مفعول الْكِتٰبَ ہے۔ لِيَحْكُمَ میں هُوَ کی ضمیر فاعلی الْكِتٰبَ کے لیے اُوْتُوْا کا نائب فاعل اَلَّذِيْنَ ہے اور هُ کی ضمیر اس کا مفعول ثانی ہے جو کہ الْكِتٰبَ کے لیے ہے۔ بَغْيًا حال ہے۔

هَدٰى - يَهْدِىْ کے دو مفعول آتے ہیں۔ مفعول اوّل یعنی جس کو ہدایت دی جائے بنفسہ آتا ہے۔ اور مفعول ثانی یعنی جس کی ہدایت دی جائے، ''اِلٰى'' یا ''لِ'' کے صلہ کے ساتھ آتا ہے۔ یہاں فَهَدَى کا فاعل اللّٰهُ ہے، جبکہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اس کا مفعول اوّل ہے اور لِمَا مفعول ثانی ہے۔ اسی طرح وَاللّٰهُ يَهْدِىْ کا مفعول اوّل مَنْ يَّشَاءُ ہے اور اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

كَانَ النَّاسُ	اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ	فَبَعَثَ	اللّٰهُ	النَّبِيّٖنَ	مُبَشِّرِيْنَ
لوگ	ایک اُمّت تھے	تو بھیجا	اللہ نے	انبیاء کو	بشارت دینے والا

وَمُنْذِرِيْنَ ۠	وَاَنْزَلَ	مَعَهُمُ	الْكِتٰبَ	بِالْحَقِّ	لِيَحْكُمَ
اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور اس نے اتاری	ان کے ساتھ	کتاب	برحق	تا کہ وہ فیصلہ کرے

بَيْنَ النَّاسِ	فِيْمَا	اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ ۭ	وَمَا اخْتَلَفَ	فِيْهِ
لوگوں کے مابین	اس میں	انہوں نے اختلاف کیا	جس میں	اور اختلاف نہیں کیا	اس میں

اِلَّا الَّذِيْنَ	اُوْتُوْهُ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	جَاۗءَتْهُمُ	الْبَيِّنٰتُ
مگر ان لوگوں نے جن کو	وہ دی گئی	اس کے بعد کہ جو	آئیں ان کے پاس	کھلی نشانیاں

بَغْيًۢا	بَيْنَهُمْ ۚ	فَهَدَى	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لِمَا
سرکشی کرتے ہوئے	آپس میں	پھر ہدایت دی	اللہ نے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اس کی

اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ	مِنَ الْحَقِّ	بِاِذْنِهٖ ۭ	وَاللّٰهُ	يَهْدِىْ
انہوں نے اختلاف کیا	جس میں	حق میں سے	اپنے اذن سے	اور اللہ	ہدایت دیتا ہے

مَنْ	يَّشَاۗءُ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	ایک سیدھے راستے کی طرف

نوٹ۔1

اس آیت کے شروع میں آیا ہے کہ پہلے سب لوگ دین پر کاربند تھے۔ اس کے بعد یہ بات محذوف ہے کہ پھر ان میں اختلاف پیدا ہوئے، تب اللہ نے انبیاء کو بھیجا۔ اس بات کی تصدیق آیت کے اگلے حصے لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ سے ہوتی ہے۔

نوٹ۔2

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اختلاف رائے فی نفسہ کوئی بری چیز نہیں ہے البتہ اس میں اگر نیت بَغۡيًا بَيۡنَهُمۡ کی ہو تو یہ مذموم اختلاف ہے۔ لیکن حق کی تلاش میں اہلِ ایمان میں اگر اختلاف رائے ہو جائے تو یہ فطری اختلاف ہے اور ایسے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔

آیت نمبر (214)

﴿اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾﴾

ز ل ز ل

(رباعی)　زِلۡزَالًا　کسی چیز کو بہت زیادہ ہلانا۔ ہلا مارنا۔ ﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۙ﴾ (99/ الزلزال:1) ’’جب ہلا یا جائے گا زمین کو جیسا اسکو ہلانے کا حق ہے۔‘‘

زَلۡزَلَةٌ　اسم ذات ہے۔ سخت جنبش۔ زلزلہ۔ ﴿اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَيۡءٌ عَظِيۡمٌ ۝﴾ (22/ الحج:1) ’’یقیناً قیامت کا زلزلہ ایک عظیم چیز ہے۔‘‘

ترکیب

اَمۡ استفہامیہ ہے۔ حَسِبۡتُمۡ کا فاعل اس کی ضمیر فاعلی اَنۡتُمۡ ہے، اس کا مفعول اوّل محذوف ہے جو کہ سَهۡلًا ہو سکتا ہے، جبکہ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ مفعول ثانی ہے۔ وَلَمَّا کا واؤ حالیہ ہے۔ لَمَّا نے يَاۡتِيۡ کو مجزوم کیا تو ’یا‘ گر گئی اس لیے يَاۡتِ آیا ہے، كُمۡ اس کا مفعول ہے اور مَثَلُ الَّذِيۡنَ اس کا فاعل ہے۔ مَسَّتۡ کا مفعول هُمۡ ہے جو اَلَّذِيۡنَ کے لیے ہے، جبکہ اَلۡبَاۡسَآءُ اور اَلضَّرَّآءُ اس کے فاعل ہیں۔ زُلۡزِلُوۡا کا نائب فاعل اس کی هُمۡ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِيۡنَ کے لیے ہے۔ مَعَهٗ کی ضمیر اَلرَّسُوۡلُ کے لیے ہے۔ مَتٰى مبتداء ہے اور نَصۡرُ اللّٰهِ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ	اَنۡ تَدۡخُلُوا	الۡجَنَّةَ	وَ	لَمَّا يَاۡتِكُمۡ
کیا تم لوگوں نے گمان کیا	کہ تم لوگ داخل ہو جاؤ گے	جنت میں	حالانکہ	ابھی تک نہیں پہنچے تم کو

مَّثَلُ الَّذِيۡنَ	خَلَوۡا	مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ	مَسَّتۡهُمُ	الۡبَاۡسَآءُ	وَالضَّرَّآءُ
ان کی مانند جو	گزرے	تم سے پہلے	پہنچیں ان کو	سختیاں	اور تکالیف

وَزُلۡزِلُوۡا	حَتّٰى	يَقُوۡلَ	الرَّسُوۡلُ	وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
اور وہ لوگ ہلا مارے گئے	یہاں تک کہ	کہنے لگے	(وقت کے) رسول	اور وہ لوگ جو ایمان لائے

مَعَهٗ	مَتٰى	نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ	اَلَاۤ	اِنَّ	نَصۡرَ اللّٰهِ	قَرِيۡبٌ
ان کے ساتھ	کب	اللہ کی مدد ہے	سن لو	یقیناً	اللہ کی مدد	قریب ہے

نوٹ۔1

آزمائش کی ضرورت اور حکمت پر آیت نمبر (2/ البقرہ:155) کے نوٹ۔2 میں بات ہو چکی ہے۔

آیت نمبر (215)

431

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢١٥﴾ ﴾

ترکیب

يَسْـَٔلُوْنَ کا فاعل اس کی ضمیر ھُمْ ہے جو صحابۂ کرامؓ کے لیے ہے۔ كَ اس کی ضمیر مفعولی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ مَاذَا اسم استفہام ہے اور کیا، کچھ اور کتنا کے معنی میں آتا ہے۔ مَآ اَنْفَقْتُمْ کا مَا شرطیہ ہے۔ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ شرط ہے اور فَلِلْوَالِدَيْنِ سے وَابْنِ السَّبِيْلِ تک جواب شرط ہے۔ مِنْ خَيْرٍ کا مِنْ تبعیضیہ ہے اور اَنْفَقْتُمْ کا مفعول ہونے کی وجہ سے خَيْرٍ کا ترجمہ مال ہوگا۔ فَلِلْوَالِدَيْنِ سے پہلے اس کا مبتداء ھُوَ اور خبر دونوں محذوف ہیں۔ اس کے حرفِ جرّ لِ پر عطف ہونے کی وجہ سے وَالْاَقْرَبِيْنَ سے وَابْنِ السَّبِيْلِ تک الفاظ مجرور ہیں اور یہ سب محذوف مبتداء وخبر کے متعلق خبر ہیں۔ اِبْنُ السَّبِيْلِ واحد اور جمع دونوں کے لیے آتا ہے اور یہاں جمع کے معنی میں ہے۔

مَا تَفْعَلُوْا کا مَا بھی شرطیہ ہے اس لیے تَفْعَلُوْنَ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ شرط ہے اور فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ جواب شرط ہے۔ مِنْ خَيْرٍ کا مِنْ بھی تبعیضیہ ہے اور تَفْعَلُوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے خَيْرٍ کا ترجمہ بھلائی ہوگا۔

عَلِمَ - يَعْلَمُ کا مفعول بنفسہ آتا ہے۔ یعنی عَلِمَ بِهٖ نہیں کہتے بلکہ عَلِمَهٗ کہتے ہیں۔ لیکن افعل تفضیل اَعْلَمُ اور عَلِيْمٌ کے ساتھ بِ کا صلہ آتا ہے جیسے اس آیت میں بِهٖ عَلِيْمٌ آیا ہے۔

ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ	مَاذَا	يُنْفِقُوْنَ ۬	قُلْ	مَآ	اَنْفَقْتُمْ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے کہ	کتنا	وہ لوگ خرچ کریں	آپؐ کہہ دیجیے کہ	جو	تم لوگ خرچ کرو گے

مِّنْ خَيْرٍ	فَلِلْوَالِدَيْنِ	وَالْاَقْرَبِيْنَ	وَالْيَتٰمٰى
جتنا بھی مال	تو وہ ہے والدین کے لیے	اور قرابت داروں کے لیے	اور یتیموں کے لیے

وَالْمَسٰكِيْنِ	وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ	وَمَا	تَفْعَلُوْا	مِنْ خَيْرٍ
اور مسکینوں کے لیے	اور مسافروں کے لیے	اور جو	تم لوگ کرو گے	کسی قسم کی کوئی بھلائی

فَاِنَّ اللّٰهَ	بِهٖ	عَلِيْمٌ
تو یقیناً اللہ	اس کو	ہر حال میں جاننے والا ہے

نوٹ۔1

آگے آیت نمبر 219 میں یہی سوال پھر آ رہا ہے۔ البتہ وہاں پر جواب مختلف ہے۔ وہیں پر دونوں کی کچھ وضاحت کی جائے گی۔

آیت نمبر (216)

﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢١٦﴾ ﴾

ک ر ہ

431

(ک)	کَرَاهَةً	بدنما ہونا۔ بُرا ہونا۔
(س)	کَرْهًا اور کُرْهًا	کسی چیز کو برا سمجھنا۔ ناپسند کرنا۔ ﴿وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (10/ یونس:82)''اور حق کرتا ہے اللہ حق کو اپنے فرمانوں سے اور اگرچہ ناپسند کریں مجرم لوگ۔''
	کُرْهٌ	مصدر کے علاوہ صفت بھی ہے۔ ناپسندیدہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
	کَارِهٌ	فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ ناپسند کرنے والا۔ ﴿وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ﴾ (23/ المؤمنون:70)''اور ان کے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے ہیں۔''
	مَکْرُوْهٌ	مَفْعُوْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ناپسند کیا ہوا یعنی ناپسندیدہ۔ ﴿كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا﴾ (17/ بنی اسرائیل:38)''وہ سب، اس کی برائی، تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔''
(افعال)	اِکْرَاهًا	ناپسندیدہ کام پر مجبور کرنا۔ زبردستی کرنا۔ ﴿اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ﴾ (10/ یونس:99)''تو کیا آپؐ زبردستی کریں گے لوگوں سے یہاں تک کہ وہ لوگ ہو جائیں مومن۔''
(تفعیل)	تَکْرِیْهًا	کسی کے لیے کسی چیز کو ناپسندیدہ بنا دینا۔ ﴿وَ كَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ﴾ (49/ الحجرات:7)''اور اس نے ناگوار کر دیا تمہارے لیے کفر کو اور فسق کو اور نافرمانی کو۔''

ش ر ر

(ن۔ض)	شَرًّا	فسادی ہونا۔ نقصان دہ ہونا۔ بُرا ہونا۔
	شَرٌّ	ج اَشْرَارٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ فساد۔ برائی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ ﴿مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ﴾ (38/ ص:62)''ہمیں کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جنہیں ہم شمار کیا کرتے تھے بُرائیوں میں سے۔''
	شَرَرٌ	اسم جنس ہے۔ واحد شَرَرَةٌ اور شَرَارَةٌ۔ آگ کی اُڑنے والی چنگاریاں۔ ﴿اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ (77/ المرسلت:32)''بیشک وہ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل۔''

ترکیب

کُتِبَ کا نائب فاعل اَلْقِتَالُ ہے۔ هُوَ مبتداء ہے اور یہ اَلْقِتَالُ کے لیے ہے، جبکہ کُرْهٌ اس کی خبر ہے۔ عَسٰی فعل مقاربہ ہے، اس کا اسم محذوف ہے اور جملہ فعلیہ اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا اسکی خبر ہے۔ تَكْرَهُوْا کا مفعول شَیْئًا ہے۔ وَهُوَ خَیْرٌ کا واوٴ حالیہ ہے اور هُوَ کی ضمیر شَیْئًا کے لیے ہے۔

ترجمہ

اَنْ	وَعَسٰی	لَّکُمْ	کُرْهٌ	وَهُوَ	اَلْقِتَالُ	عَلَیْکُمُ	کُتِبَ
کہ	اور ہو سکتا ہے	تمہارے لیے	ناگوار ہے	اور وہ	جنگ کرنا	تم لوگوں پر	فرض کیا گیا

وَعَسٰی	لَّکُمْ	خَیْرٌ	هُوَ	وَّ	شَیْئًا	تَكْرَهُوْا
اور ہو سکتا ہے	تمہارے لیے	بھلائی ہے	وہ	اس حال میں کہ	کسی چیز کو	تم لوگ ناپسند کرو

وَاللّٰهُ	لَّکُمْ	شَرٌّ	هُوَ	وَّ	شَیْئًا	تُحِبُّوْا	اَنْ
اور اللہ	تمہارے لیے	بُرائی ہے	وہ	اس حال میں کہ	کسی چیز سے	تم لوگ محبت کرو	کہ

لَا تَعْلَمُوْنَ	وَ اَنْتُمْ	يَعْلَمُ
نہیں جانتے	اور تم لوگ	جانتا ہے

نوٹ۔1

عربی کے افعالِ مقاربہ میں سے دو افعال قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ کَادَ۔ یَکَادُ آیت نمبر۔(2/البقرہ:20) کے نوٹ۔1 میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ دوسرا فعل عَسٰی (اُمید ہے، ہوسکتا ہے) اس آیت میں آیا ہے۔ اب آپ ان کے قواعد سمجھ لیں۔

u افعالِ ناقصہ کی طرح افعالِ مقاربہ بھی کسی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، جس کا مبتداء ان کا اسم کہلاتا ہے اور حالتِ رفعی میں رہتا ہے۔ جبکہ ان کی خبر حالت نصبی میں ہوتی ہے۔

v افعالِ ناقصہ اور افعالِ مقاربہ میں فرق یہ ہے کہ افعالِ مقاربہ کی خبر کی جگہ ہمیشہ کوئی فعل مضارع آتا ہے جو اپنی ضمیر فاعلی کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ بن کر فعل مقاربہ کی خبر بنتا ہی اور محلاً حالتِ نصبی میں سمجھا جاتا ہے۔ جیسے عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ (7/الاعراف:129) اس میں عَسٰی کا اسم رَبُّکُمْ ہے اس لیے اس کے مضاف پر رفع آئی ہے۔ اَنْ یُّهْلِكَ فعل مضارع اور عَدُوَّكُمْ اس کا مفعول، یہ جملہ فعلیہ عَسٰی کی خبر ہے اور محلاً حالتِ نصبی میں ہے۔

w افعال مقاربہ کے بعد جو فعلِ مضارع آتا ہے اس پر اَنْ لگانا جائز ہے، ضروری نہیں ہے۔ لیکن عَسٰی کے بعد اس کو لگانا بہتر ہے، جبکہ کَادَ کے بعد نہ لگانا بہتر ہے۔

x عَسٰی کے اسم کو محذوف بھی کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ آیت زیر مطالعہ میں ہے اور اس کے اسم کو فعل مضارع کے بعد بھی لاسکتے ہیں جیسے ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (17/بنی اسرائیل:79) اس میں اَنْ یَّبْعَثَ فعل مضارع اور اَكَ اس کی ضمیر مفعولی ہے، جبکہ عَسٰی کا اسم رَبُّكَ ہے جو فعل کے بعد آیا ہے۔ لیکن یہ صورتیں کَادَ کے ساتھ جائز نہیں ہیں۔

y کَادَ (ماضی) اور یَکَادُ (مضارع)، دونوں کے صیغے استعمال ہوتے ہیں لیکن عَسٰی کے صرف ماضی کے صیغے مستعمل ہیں۔

z شَرَعَ۔ طَفِقَ۔ جَعَلَ۔ قَامَ اور اَخَذَ افعال مقاربہ نہیں ہیں لیکن کبھی کبھی یہ افعال مقاربہ کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کے فعل مضارع کے ساتھ اَنْ نہیں آتا اور ایسی صورت میں ان سب کے معنی ہوتے ہیں، مذکورہ کام شروع کرنا یا کرنے لگنا۔ جیسے اَخَذَا لطِّفْلُ یَمْشِیْ۔ یہاں اگر اَخَذَ کو فعل اصلی مانیں تو اس جملے کا مطلب ہوگا ''بچے نے پکڑا وہ چلتا ہے''۔ یہ بات مبہم ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ یہاں اَخَذَ فعل مقاربہ کی طرح آیا ہے اور اس جملے کا مطلب ہے ''بچے نے چلنا شروع کیا یا چلنے لگا۔''

نوٹ۔1

ہم میں سے ہر شخص کو BLESSING IN DISGUISE (برائی کے بھیس میں بھلائی) کا تجربہ ہے لیکن یہ تجربہ کبھی کبھار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کبھی کسی برائی میں پوشیدہ بھلائی ذرا جلدی سامنے آجاتی ہے تو ہمارا ذہن ان کے مابین ربط کو پہچاننے میں کامیاب ہوجاتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ وہ بھلائی ہے جو فلاں برائی کے بھیس میں میرے پاس آئی تھی۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پوشیدہ بھلائی کا ظہور اتنے وقفہ کے بعد ہوتا ہے کہ ہم اس کے ربط کو پہنچان نہیں پاتے۔ جو لوگ اس پہلو سے اپنے حالات پر غور وفکر کرتے رہتے ہیں وہ اس نوعیت کے روابط کو دوسروں سے زیادہ پہنچان لیتے ہیں اور اس حقیقت پر ان کا ایمان اتنا پختہ ہوتا ہے جتنا کہ ہونا چاہیے۔

اِس آیت کی راہنمائی میں صحیح طرزِ فکر یہ ہے کہ جب ہماری کسی کوشش اور جد و جہد کا نتیجہ ہماری توقع کے مطابق نہ نکلے تو ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہے، کیونکہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی پتہ بھی جنبش نہیں کر سکتا۔ پھر ہمیں خود کو یاد دلانا چاہیے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور وہ ہم سے بڑھ کر ہمارا خیر خواہ ہے۔ اس کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ اس پر قادر ہے کہ وہ رات میں سے دن کو نکال لائے۔ اس لیے یقیناً اس میں ہمارے لیے کوئی خیر ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے، لیکن وہ اس وقت یقینا ظاہر ہوگی جب اس کا ظاہر ہونا ہمارے حق میں مفید ہے۔

سوچ کا یہ انداز ایسے حقائق پر مبنی ہے جو پوری طرح ہمارے ذہن کی گرفت میں نہیں آتے لیکن ایک انسان سچے یقین کے ساتھ اگر سوچ کا یہ انداز اختیار کر لے تو اس کی نفسیاتی صحت کے لیے یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک ٹانک ہے جو اسے بے شمار نفسیاتی بیماریوں (PSHYCHOLOGICAL DISORDERS) سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ اس کی نقد بھلائی ہے۔ اور پوشیدہ بھلائی کا ظہور تو اپنے وقت پر ہوگا ہی، خواہ ہم اس کے ربط کو پہچانیں یا نہ پہچانیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

431

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (217)

﴿ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الشَّہۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡہِ ؕ قُلۡ قِتَالٌ فِیۡہِ کَبِیۡرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ کُفۡرٌۢ بِہٖ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ٭ وَ اِخۡرَاجُ اَہۡلِہٖ مِنۡہُ اَکۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰہِ ۚ وَ الۡفِتۡنَۃُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ وَ لَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ؕ وَ مَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَ ہُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۱۷﴾ ﴾

ص د د

(ن-ض) صَدًّا اور صُدُوۡدًا: (۱) کسی چیز سے رُک جانا۔ (لازم)۔ (۲) کسی کو کسی چیز سے روک دینا۔ (متعدی)۔ ﴿ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ بِہٖ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ صَدَّ عَنۡہُ ؕ ﴾ (4/النساء:55) ''تو ان میں وہ بھی ہیں جو ایمان لائے اس پر اور ان میں وہ بھی ہیں جو رُک گئے اس سے۔'' ﴿ اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰکُمۡ عَنِ الۡہُدٰی ﴾ (34/سبا:32) ''کیا ہم نے روکا تم کو ہدایت سے۔''

صَدِیۡدٌ: فَعِیۡلٌ کا وزن ہے۔ خون ملا ہوا مواد۔ پیپ (کیونکہ یہ کھال اور گوشت کے درمیان رُکاوٹ ہوتی ہے)۔ ﴿ وَ یُسۡقٰی مِنۡ مَّآءٍ صَدِیۡدٍ ﴿ۙ۱۶﴾ ﴾ (14/ابراہیم:16) ''اور وہ پلایا جائے گا پیپ والے پانی میں سے۔''

ز ی ل

(ف) زَیۡلًا: کسی چیز کا اپنی جگہ سے ہٹنا۔ زائل ہونا۔

مَازَالَ اور لَا یَزَالُ: افعالِ ناقصہ میں سے ہیں۔ (2/البقرہ:57، نوٹ۔1)

(تفعیل) تَزۡیِیۡلًا: الگ الگ کرنا۔ جدا جدا کرنا۔ ﴿ ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا مَکَانَکُمۡ اَنۡتُمۡ وَ شُرَکَآؤُکُمۡ ۚ فَزَیَّلۡنَا بَیۡنَہُمۡ ﴾ (10/یونس:28) ''پھر ہم کہیں گے ان سے جنہوں نے شرک کیا کہ رہو اپنی جگہ، تم بھی اور تمہارے شرکاء بھی، پھر ہم الگ الگ کریں گے ان کو ایک دوسرے سے۔''

(تفعّل) تَزَیُّلًا: الگ الگ ہونا۔ ﴿ لَوۡ تَزَیَّلُوۡا لَعَذَّبۡنَا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ ﴾ (48/الفتح:25) ''اگر وہ لوگ الگ الگ ہوتے تو ہم ضرور عذاب دیتے ان کو جنہوں نے کفر کیا ان میں سے۔''

ح ب ط

(س) حَبۡطًا: کسی چیز کا اکارت ہونا۔ بےکار ہونا۔ ﴿ وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُہٗ ﴾ (5/المآئدہ:5) ''اور جو انکار کرتا ہے ایمان کا تو اکارت گیا اس کا عمل۔''

(افعال) اِحۡبَاطًا: کسی چیز کو اکارت کر دینا۔ ﴿ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَرِہُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَہُمۡ ﴿۹﴾ ﴾ (47/محمد:9) ''یہ اس لیے کہ انہوں نے ناپسند کیا اس کو جو اللہ نے اُتارا تو اس نے اکارت کر دیا ان کے اعمال کو۔''

ترکیب

اَلشَّہۡرِ پر لام جنس ہے اور اَلۡحَرَامِ اس کی صفت ہونے کی وجہ سے معرف باللام ہے۔ اس مرکب توصیفی کا بدل

ہونے کی وجہ سے قِتَالٍ مجرور ہے۔ فِيْهِ کی ضمیر اَلشَّهْرِ الْحَرَامِ کے لیے ہے اور لفظی رعایت کے تحت ضمیر واحد آئی ہے لیکن لام جنس کی وجہ سے دونوں جگہ ترجمہ جمع میں ہوگا۔ قُلْ کے بعد قاعدۂ کلیہ کا بیان ہے اس لیے قِتَالٌ مبتداء نکرہ آیا ہے اور كَبِيْرٌ اس کی خبر ہے اور یہ صفت ہے۔ جبکہ اس کا موصوف اِثْمٌ محذوف ہے۔ وَصَدٌّ سے اَهْلِهٖ مِنْهُ تک پورا فقرہ مبتداء ہے۔ اس میں بِهٖ کی ضمیر سَبِيْلِ اللّٰهِ کے لیے ہے۔ سَبِيْلٌ مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس لیے مذکر ضمیر بھی جائز ہے۔ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ صَدٌّ عَنْ پر عطف ہے۔ اَهْلِهٖ اور مِنْهُ کی ضمیریں اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے لیے ہیں۔ اَكْبَرُ اس پورے فقرے کی خبر ہے اور اس کی تمیز اِثْمًا محذوف ہے۔ وَالْفِتْنَةُ پر لام جنس ہے۔

لَا يَزَالُوْنَ سے عَنْ دِيْنِكُمْ تک جواب شرط ہے اور اِنِ اسْتَطَاعُوْا اس کی شرط ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے۔ يَرْتَدِدْ سے كَافِرٌ تک شرط ہے جبکہ فَاُولٰٓئِكَ سے وَالْاٰخِرَةِ تک جواب شرط ہے۔ شرط ہونے کی وجہ سے يَرْتَدِدْ اور يَمُتْ مجز وم ہیں۔ اَعْمَالٌ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے فعل حَبِطَتْ واحد مؤنث آیا ہے۔ اَلدُّنْيَا اور اَلْاٰخِرَةِ دونوں صفت ہیں اور ان دونوں کا موصوف اَلْحَيٰوةِ محذوف ہے۔

ترجمہ

يَسْئَلُوْنَكَ	عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ	قِتَالٍ فِيْهِ ؕ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	محترم مہینوں کے بارے میں	(یعنی) ان میں جنگ کرنے کے بارے میں

قُلْ	قِتَالٌ	فِيْهِ	كَبِيْرٌ ؕ	وَصَدٌّ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَكُفْرٌۢ
آپ کہہ دیجیے	جنگ کرنا	ان میں	بڑا (گناہ) ہے	اور روکنا	اللہ کے راستے سے	اور انکار کرنا

بِهٖ	وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق	وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ	مِنْهُ	اَكْبَرُ
اس کا	اور مسجد حرام (سے روکنا)	اور اس کے لوگوں کو نکالنا	اس سے	زیادہ بڑا (گناہ) ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ج	وَالْفِتْنَةُ	اَكْبَرُ	مِنَ الْقَتْلِ ؕ	وَلَا يَزَالُوْنَ
اللہ کے نزدیک	اور ہر تشدد	زیادہ بڑا (گناہ) ہے	قتل سے	اور ہمیشہ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ	حَتّٰى	يَرُدُّوْكُمْ	عَنْ دِيْنِكُمْ
وہ لوگ جنگ کریں گے تم لوگوں سے	یہاں تک کہ	وہ پھیر دیں تم کو	تمہارے دین سے

اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ	وَمَنْ	يَّرْتَدِدْ	مِنْكُمْ	عَنْ دِيْنِهٖ	فَيَمُتْ
اگر ان کے بس میں ہو	اور جو	واپس پھرا	تم میں سے	اپنے دین سے	پھر وہ مرا

وَهُوَ	كَافِرٌ	فَاُولٰٓئِكَ	حَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ	فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج
اس حال میں کہ وہ	کافر ہے	تو وہ لوگ ہیں	اکارت ہوئے	جن کے اعمال	دنیا اور آخرت میں

وَاُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ النَّارِ ج	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ
اور وہ لوگ	آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں

نوٹ۔1

آیت نمبر2/البقرہ:191 کے نوٹ۔3 میں کہا گیا تھا کہ وہاں پر لفظ فتنہ تشدد کے معنی میں آیا ہے۔اب نوٹ کرلیں کہ آیت زیرِ مطالعہ اس بات کی سند ہے۔ کیونکہ یہاں جبر وتشدد کی مثالیں دینے کے بعد وہی بات کہی گئی ہے کہ تشدد خواہ کسی بھی شکل میں ہو، وہ بہرحال قتل سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

نوٹ۔2

اِرْتِدَادٌ کا اصل مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوا اور پھر اسلام چھوڑ کر اپنے پہلے مذہب میں واپس چلا گیا۔ ابتداءِ اسلام میں یہ لفظ اسی مفہوم میں استعمال ہوتا تھا۔ اور مُرتد ایسے شخص کو کہتے تھے جو اسلام چھوڑ کر اپنے پرانے مذہب میں واپس جائے۔ لیکن اصطلاحاً اب یہ ایسے لوگوں کے لیے بھی استعمال ہونے لگا ہے جو اسلام میں تھے اور پھر انہوں نے کوئی دوسرا مذہب قبول کرلیا۔

آیت نمبر (218)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢١٨﴾ ﴾

ھ ج ر

(ن) هَجْرًا: (۱) قطع تعلق کرنا۔ چھوڑنا۔ (۲) نیند یا بیماری میں بڑبڑانا۔ بلا سوچے سمجھے بکواس کرنا۔ ﴿ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ ﴾ (23/المومنون:67) ''رات کی مجلس میں تم لوگ بکواس کرتے ہو۔''

اُهْجُرْ: فعل امر ہے۔ تو قطع تعلق کر۔ تو چھوڑ ﴿ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾ ﴾ (74/المدثر:5) ''اور گندگی کو آپؐ چھوڑیں۔''

مَهْجُوْرٌ: اسم المفعول ہے۔ قطع تعلق کیا ہوا۔ چھوڑا ہوا۔ ﴿ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ ﴾ (25/الفرقان:30) ''اے میرے رب بیشک میری قوم نے بنایا اس قرآن کو قطع تعلق کیا ہوا۔''

(مفاعلہ) هِجْرَةً: (اس کا مصدر هِجَارًا نہیں آتا۔ مُهَاجَرَةً جائز ہے لیکن زیادہ تر خلافِ معمول هِجْرَةً استعمال ہوتا ہے)۔ ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو اپنانا۔ ہجرت کرنا۔ ﴿ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ ﴾ (59/الحشر:9) ''وہ لوگ محبت کرتے ہیں ان سے جنہوں نے ہجرت کی ان کی طرف۔''

مُهَاجِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ ہجرت کرنے والا۔ ﴿ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ ﴾ (29/العنکبوت:26) ''بیشک میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔''

ر ج و

(ن) رَجْوًا: کسی سے اُمید باندھنا۔ اُمید کرنا۔ ﴿ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ ﴾ (4/النساء:104) ''اور تم لوگ اُمید رکھتے ہو اللہ سے اس کی جس کی وہ لوگ اُمید نہیں رکھتے۔''

اُرْجُ: فعل امر ہے۔ تو اُمید رکھ۔ ﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ ﴾ (29/العنکبوت:36) ''اے میری قوم تم لوگ بندگی کرو اللہ کی اور اُمید رکھو آخرت کی۔''

مَرْجُوٌّ: اسم المفعول ہے۔ اُمید کیا ہوا (جس سے اُمیدیں وابستہ ہوں)۔ ﴿ يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ ﴾ (11/ھود:62) ''اے صالحؑ تو رہا ہے ہم میں اُمید کیا ہوا اس سے پہلے۔''

رَجَاءٌ: ج اَرْجَاءٌ۔ کسی چیز کا کنارہ ﴿ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓي اَرْجَاۗىِٕهَا ۭ ﴾ (69/الحاقۃ:17) ''اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔''

(افعال) **اِرْجَاءً** کسی کو اُمید دلانا۔ ٹال دینا۔ مؤخر کرنا۔ ﴿ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ﴾ (33/الاحزاب:51) 431 ''آپ پیچھے کریں اس کو جس کو آپ چاہیں ان میں سے۔''

اَرْجِ فعل امر ہے۔ تو ٹال۔ مؤخر کر۔ ﴿ اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴾ (7/الاعراف:111) ''تو ٹال دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور تو بھیج شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔''

ترکیب

اَلَّذِیْنَ سے سَبِیْلِ اللّٰهِ تک اِنَّ کا اسم ہے جبکہ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ اس کی خبر ہے۔ جمع مؤنث سالم کے علاوہ جس لفظ کے لام کلمہ پر تا آتی ہے اسے تائے مبسوط سے لکھتے ہیں جیسے وَقْتٌ۔ اس کو وَقْةٌ لکھنا غلط ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ تر تائے مربوط استعمال ہوتی ہے۔ رَحْمَةٌ بھی تائے مربوط سے ہی لکھا جاتا ہے جبکہ رَحْمَتٌ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔

ترجمہ

اِنَّ	الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	وَالَّذِیْنَ	هَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
بیشک	جو لوگ ایمان لائے	اور جن لوگوں نے	ہجرت کی	اور جہاد کیا	اللہ کی راہ میں

اُولٰٓئِكَ	یَرْجُوْنَ	رَحْمَتَ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ
وہ لوگ	اُمید رکھتے ہیں	اللہ کی رحمت کی	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیت نمبر (219)

﴿ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۬ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ ﴾

خ م ر

(ن) **خَمْرًا** کسی چیز کو ڈھانپنا۔ چھپانا۔

خَمْرٌ اسم ذات بھی ہے۔ شراب۔ (کیونکہ یہ عقل کو ڈھانپ دیتی ہے)۔ آیت زیر مطالعہ۔

خِمَارٌ ج خُمُرٌ۔ اسم ذات ہے۔ ڈوپٹہ۔ اوڑھنی۔ ﴿ وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ﴾ (24/النور:31) ''اور خواتین کو چاہیے کہ وہ لپیٹیں اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر۔''

ف ک ر

(ض) **فِكْرًا** معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لیے چھان بین کرنا۔ سوچ وچار کرنا۔

(تفعیل) **تَفْكِیْرًا** تسلسل سے سوچ وچار کرتے رہنا۔ کثرت سے سوچ و چار کرنا۔ ﴿ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴾ (74/المدثر:18) ''بیشک اس نے بہت سوچ وچار کیا اور طے کیا۔''

(تفعّل) **تَفَكُّرًا** بتکلف سوچ وچار کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اِثْمٌ كَبِیْرٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے اور قائم مقام خبر فِیْهِمَا مقدم ہی اور اس کی ضمیر

اَلْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ کے لیے ہے۔ مَنَافِعُ بھی مبتداء نکرہ ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور لِلنَّاسِ قائم مقام خبر ہے۔
431
اَلْعَفْوَ کی نصب بتارہی ہے کہ اس سے پہلے اَنْفِقُوْا محذوف ہے۔

ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ	قُلْ	فِيْهِمَآ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	جوئے اور شراب کے بارے میں	آپؐ کہہ دیجئے	ان دونوں میں

اِثْمٌ كَبِيْرٌ	وَّمَنَافِعُ	لِلنَّاسِ ۡ	وَاِثْمُهُمَآ	اَكْبَرُ
ایک بڑا گناہ ہے	اور کچھ فائدہ اُٹھانے کی چیزیں ہیں	لوگوں کے لیے	اور ان دونوں کا گناہ	زیادہ بڑا ہے

مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ	وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	مَاذَا	يُنْفِقُوْنَ ڛ	قُلِ
ان دونوں کے فائدے سے	اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	کیا کچھ	وہ لوگ خرچ کریں	آپؐ کہہ دیجئے

الْعَفْوَ ۭ	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ
(خرچ کرو) اضافی کو	اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تمہارے لیے	نشانیوں (یعنی ہدایات) کو

لَعَلَّكُمْ	تَتَفَكَّرُوْنَ	فِي الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ ۭ
شائد کہ تم لوگ	سوچ وچار کرو	دنیا میں	اور آخرت میں

نوٹ۔1

آیت نمبر۔(2/البقرہ:184) کے نوٹ۔1 میں بتایا جا چکا ہے کہ اسلام کے کچھ احکام بتدریج نافذ کیے گئے تھے۔ چنانچہ آیت زیر مطالعہ میں بھی شراب اور جوئے کے متعلق پہلا عبوری حکم آیا ہے۔ اور اس میں اس اصول کی طرف راہنمائی کی گئی ہے کہ اگر کسی چیز کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہوں تو اس کو چھوڑ دینے میں ہمارا اپنا بھلا ہے۔

شراب کے متعلق دوسرا عبوری حکم سورۃ النساء کی آیت۔ 43 میں آیا جب نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔ اس کے بعد سورۃ المائدہ کی آیت۔ 90 میں شراب اور جوئے کے ساتھ کچھ اور چیزوں کو حتمی طور پر حرام قرار دے دیا گیا۔

نوٹ۔2

آیت نمبر 215 اور آیت زیرِ مطالعہ میں انفاق کے متعلق سوال اور اس کے جواب کی وضاحت معارف القرآن میں تفصیل سے کی گئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

u پہلے سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کتنا خرچ کریں اور کہاں خرچ کریں؟ اس کے جواب میں بتایا گیا کہ ہمارے انفاق کے مستحق کون لوگ ہیں اور کتنا خرچ کریں؟ کے جواب میں اصول بتا دیا کہ مالی انفاق ہو یا کوئی اور بھلائی ہو، جو بھی نیکی ہم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے، یعنی اس کا ثواب ہم کو مل جائے گا۔ دوسرے سوال میں صرف یہ پوچھا گیا کہ کتنا خرچ کریں؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جو ضرورت سے زائد ہو وہ خرچ کرو۔

v ان دونوں سوالات کا تعلق نفلی انفاق سے ہے۔ کیونکہ فرض انفاق یعنی زکوۃ کے نصاب، اس کی مقدار اور اس کے مستحقین کے متعلق صحابۂ کرامؓ کو ابہام نہیں تھا۔ (چونکہ نفلی عبادات میں مقدار کا تعین نہیں ہوتا، اس لیے ان سوالات کے جواب میں بھی مقدار کا تعین نہیں کیا گیا۔ مرتب)

w نفلی انفاق کے مستحقین میں سرِ فہرست والدین اور رشتہ دار ہیں۔ اگر ثواب کی نیت سے ان کو تحفہ دیا جائے یا کھلایا جائے تو یہ انفاق فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔

x اپنے زیرِ کفالت اہل و عیال کو تنگی میں ڈال کر انفاق کرنا ثواب نہیں ہے۔

y جو کچھ ضرورت سے زائد ہو وہ سارا کا سارا اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا ضروری یا واجب نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ کے عمل سے یہ بات ثابت ہے۔

نوٹ۔3 اس مطالعہ کا نچوڑ اپنی سمجھ میں تو بس اتنا سا آیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ہم کو بتا دیا گیا کہ ہم جو بھی نیکی کریں گے اس کا ثواب ہمیں ملے گا، تو اب ہر شخص کو خوف فیصلہ کرنا چاہیے کہ اسے کتنے ثواب کی ضرورت ہے۔ اس میں اللہ میاں سے پوچھنے کی کیا بات ہے، اور جس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا وہ سوال علماء کرام سے پوچھنے کا کیا تُک ہے۔

آیت نمبر (220)

﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ (220)

خ ل ط

(ض) خَلْطًا: مختلف چیزوں کے اجزاء کو باہم ملا دینا۔ ﴿ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ ﴾ (9/التوبہ:102) ''ان لوگوں نے ملایا نیک عمل کو اور دوسرے بُرے کو یعنی بُرے عمل کو۔''

خَلِيْطٌ: ج خُلَطَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ حصہ دار۔ شریک۔ ﴿ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ﴾ (38/ص:24) ''اور بیشک شرکاء میں سے اکثر زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر۔''

(مفاعلہ) مُخَالَطَۃً اور خِلَاطًا: کسی کے ساتھ میل جول رکھنا۔ رَل مِل کر رہنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افتعال) اِخْتِلَاطًا: مختلف چیزوں کا ایک دوسرے سے مل جانا۔ گتھ جانا۔ ﴿ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ ﴾ (10/یونس:24) ''تو گتھ گیا اس سے زمین کا سبزہ۔''

ع ن ت

(س) عَنَتًا: مشکل میں پڑنا۔ ﴿ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ ﴾ (3/آل عمران:118) ''وہ لوگ آرزو کرتے ہیں اس کی جس سے تم لوگ مشکل میں پڑو۔''

(افعال) اِعْنَاتًا: کسی کو مشکل میں ڈالنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب اِصْلَاحٌ لَّهُمْ مبتداء ہے اور خَيْرٌ اس کی خبر ہے۔ اِنْ شرطیہ ہے۔ تُخَالِطُوْهُمْ شرط ہے۔ فَاِخْوَانُكُمْ جواب شرط ہے اور یہ خبر ہے۔ اس کا مبتداء هُمْ محذوف ہے۔ اَلْمُفْسِدَ اور اَلْمُصْلِحِ پر لام جنس ہے۔ لَوْ شرطیہ ہے۔ شَاۗءَ اللّٰهُ شرط ہے اور لَاَعْنَتَكُمْ جواب شرط ہے۔

ترجمہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ	قُلْ 431
اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	یتیموں کے بارے میں	آپؐ کہہ دیجیے

اِصْلَاحٌ	لَّهُمْ	خَيْرٌ ؕ	وَاِنْ	تُخَالِطُوْهُمْ	فَاِخْوَانُكُمْ ؕ
سنوارنا	ان کے لیے	ایک بھلائی ہے	اور اگر	تم لوگ رَل مِل کر رہو ان کے ساتھ	تو وہ تمہارے بھائی ہیں

وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	الْمُفْسِدَ	مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ	وَلَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ
اور اللہ	جانتا ہے	فسادی لوگوں کو	اور اصلاح کرنے والوں کو	اور اگر	چاہتا	اللہ

لَاَعْنَتَكُمْ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ
تو وہ مشکل میں ڈالتا تم لوگوں کو	یقیناً اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر (2/ البقرہ:184) کے نوٹ۔1 میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کے کچھ احکام بتدریج نافذ کیے تھے۔ اب نوٹ کر لیں کہ کچھ احکام میں صورتحال اس کے برعکس بھی تھی۔ یعنی پہلے سخت حکم آیا اور پھر بعد میں اس میں نرمی کی گئی۔ آیت زیرِ مطالعہ اس قسم کے احکام کی ایک مثال ہے۔

پہلے آیت نمبر۔ (6/ البقرہ:152) میں حکم آیا تھا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ سوائے اس طریقے کے جو بہترین ہو۔ پھر آیت نمبر (17/ بنی اسرائیل:34) میں بالکل انہیں الفاظ میں اس حکم کا اعادہ کیا گیا۔ چنانچہ صحابۂ کرامؓ نے اپنے زیرِ کفالت یتیموں کا حساب کتاب بالکل الگ کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے کھانے بھی الگ پکتے تھے اور اس میں سے یتیم کے علاوہ کوئی دوسرا فرد کچھ نہیں کھاتا تھا۔ اس کی وجہ سے کچھ قباحتیں بھی پیدا ہوئیں اور مغائرت اور دوری کا احساس بھی پیدا ہوا۔ صحابۂ کرامؓ نے جب یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت میں نرمی کی گئی۔

آیت نمبر (221)

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٢١﴾ ع﴾

ن ک ح

(ض) نَكَحًا: شادی کرنا۔ کسی سے نکاح کرنا۔ ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ﴾ (2/ البقرہ:230) ''تو وہ خاتون حلال نہیں ہے اس کے لیے اس کے بعد یہاں تک کہ وہ خاتون نکاح کرے کسی شوہر سے اس کے علاوہ۔''

اِنْكِحْ: فعل امر ہے۔ تو نکاح کر۔ ﴿فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ﴾ (4/ النساء:25) ''پس تم لوگ نکاح کرو ان خواتین سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے۔''

نِکَاحٌ شادی۔نکاح۔﴿اِلَّآ اَنۡ یَّعۡفُوۡنَ اَوۡ یَعۡفُوَا الَّذِیۡ بِیَدِہٖ عُقۡدَۃُ النِّکَاحِ ؕ﴾(2/البقرہ:237) ’’سوائے اس کے کہ وہ خواتین معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔‘‘

(افعال) **اِنۡکَاحًا** کسی کو کسی کے نکاح میں دینا۔﴿اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ہٰتَیۡنِ﴾ (28/القصص:27)’’بیشک میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میں نکاح میں دوں تیرے، اپنی دو میں سے ایک بیٹی کو۔‘‘

اَنۡکِحۡ فعل امر ہے۔تو نکاح میں دے۔﴿وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ﴾ (24/النور:32)’’اور تم لوگ نکاح میں دو اپنوں میں سے بیواؤں کو۔‘‘

(استفعال) **اِسۡتِنۡکَاحًا** کسی سے نکاح کرنا یا نکاح چاہنا۔﴿اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنۡ یَّسۡتَنۡکِحَہَا ٭﴾(33/الاحزاب:50)’’اگر ارادہ کریں یہ نبی کہ وہ نکاح کریں اس سے۔‘‘

ء	م	و

(ن) **اُمُوَّۃً** کسی عورت کا لونڈی بننا۔کنیز بننا۔

اَمَۃٌ ج اِمَاءٌ۔اسم ذات ہے۔لونڈی۔کنیز۔آیت زیر مطالعہ۔﴿وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ؕ﴾ (24/النساء:32)’’اور تم لوگ نکاح میں دو اپنوں میں سے بیواؤں کو اور اپنے نیک غلاموں کو اور کنیزوں کو۔‘‘

ترکیب

لَا تَنۡکِحُوا باب ضرب سے فعل نہی ہے۔اس کا فاعل اس میں اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے۔اَلۡمُشۡرِکٰتِ اس کا مفعول ہے۔یُؤۡمِنَّ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اس لیے اس پر حَتّٰی کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔اَمَۃٌ مُّؤۡمِنَۃٌ مبتداء نکرہ ہے اور اس پر لام تاکید ہے، جبکہ خَیۡرٌ اس کی خبر ہے۔یہاں مبتداء مؤنث ہے جبکہ اس کی خبر مذکر آئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں خَیۡرٌ اسم التفضیل کے طور پر آیا ہے اور مِنۡ کے ساتھ استعمال ہونے کی صورت میں اسم التفضیل ہر حالت میں واحد اور مذکر ہی رہتا ہے خواہ اس کا موصوف یعنی مبتداء تثنیہ یا جمع یا مؤنث ہی کیوں نہ ہو۔لَا تُنۡکِحُوا باب افعال سے فعل نہی ہے۔اس کے دو مفعول آتے ہیں۔مفعول اوّل جس کے نکاح میں دیا اور مفعول ثانی جس کو نکاح میں دیا۔اَلۡمُشۡرِکِیۡنَ مفعول اوّل ہے جبکہ مفعول ثانی محذوف ہے۔یُؤۡمِنُوۡا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور حَتّٰی کی وجہ سے منصوب ہے، اس لیے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔یَدۡعُوۡا دراصل مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ یَدۡعُوۡ ہے۔اس کے آگے الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔یُبَیِّنُ کا فاعل ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَ لَا تَنۡکِحُوا	الۡمُشۡرِکٰتِ	حَتّٰی	یُؤۡمِنَّ ؕ	وَ لَاَمَۃٌ مُّؤۡمِنَۃٌ
اور تم لوگ نکاح مت کرو	مشرک خواتین سے	یہاں تک	وہ ایمان لے آئیں	اور یقیناً کوئی مومن کنیز

خَیۡرٌ	مِّنۡ مُّشۡرِکَۃٍ	وَّ لَوۡ	اَعۡجَبَتۡکُمۡ ۚ	وَ لَا تُنۡکِحُوا
بہتر ہے	کسی مشرک خاتون سے	اور خواہ	وہ دلکش لگے تم لوگوں کو	اور تم لوگ نکاح میں مت دو

الۡمُشۡرِکِیۡنَ	حَتّٰی	یُؤۡمِنُوۡا ؕ	وَ لَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ	خَیۡرٌ
مشرکوں کے	یہاں تک کہ	وہ لوگ ایمان لے آئیں	اور یقیناً ایک مومن غلام	بہتر ہے

مِّنۡ مُّشۡرِكٍ	وَّ لَوۡ	اَعۡجَبَكُمۡ ؕ	اُولٰٓئِكَ	يَدۡعُوۡنَ	اِلَى النَّارِ ۖۚ	وَاللّٰهُ	يَدۡعُوۡٓا
کسی مشرک سے	خواہ	وہ بھلا لگے تم کو	وہ لوگ	بلاتے ہیں	آگ کی طرف	اور اللہ	بلاتا ہے

اِلَى الۡجَنَّةِ وَالۡمَغۡفِرَةِ	بِاِذۡنِهٖ ۚ	وَيُبَيِّنُ	اٰيٰتِهٖ
مغفرت اور جنت کی طرف	اپنی اجازت سے	اور وہ واضح کرتا ہے	اپنی نشانیوں کو

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ	يَتَذَكَّرُوۡنَ
لوگوں کے لیے شائد کہ وہ	یاددہانی حاصل کریں

نوٹ۔1

آیت نمبر۔ 219 میں شراب اور جوئے سے اجتناب اور زکوٰۃ سے زیادہ خرچ کرنے کی ہدایت، دراصل اصلاحِ معاشرہ کا سنگِ بنیاد ہے۔ پھر آیت 220 میں یتیموں کے حقوق کا ذکر اسی تصویر کا دوسرا رُخ ہے۔ اور اب آیت زیرِ مطالعہ سے شادی بیان کے معاملات کا ذکر شروع ہو رہا ہے جو آیت نمبر۔ 242 تک جاری رہے گا۔ یہ بھی اصلاحِ معاشرہ کے اُسی سنگ بنیاد کا تیسرا زاویہ (DIMENSIONS) ہے۔

جب کوئی معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ ہوتا ہے تو اس میں برائیوں سے بچنا اور نیکیوں پر عمل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مغفرت اور جنت کا حصول بھی آسان ہوجاتا ہے۔ اور جب کوئی معاشرہ فتنوں اور فساد کا شکار ہوتا ہے تو صورتحال برعکس ہوجاتی ہے جس کے نتیجے میں دوزخ میں داخلہ آسان ہوجاتا ہے۔

آیت نمبر (222)

﴿وَ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡمَحِيۡضِ ؕ قُلۡ هُوَ اَذًى ۙ فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الۡمَحِيۡضِ ۙ وَلَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ ﴿۲۲۲﴾﴾

ح ی ض

(ض) حَيۡضًا — مخصوص ایام میں خواتین کا خون جاری ہونا۔ ماہواری ہونا۔ ﴿وَالّٰٓـِٔىۡ لَمۡ يَحِضۡنَ ؕ﴾ (65/الطلاق:4) ''اور وہ جنہیں خون جاری نہیں ہوا۔''

مَحِيۡضٌ — مَفۡعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ خون جاری ہونے کا وقت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ز ل

(ض) عَزۡلًا — کسی کو جدا کردینا۔ الگ کردینا۔ ﴿وَمَنِ ابۡتَغَيۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ﴾ (33/الاحزاب:51) ''اور جس کو آپ چاہیں ان میں سے جن کو آپ نے الگ کیا۔''

مَعۡزُوۡلٌ — اسم المفعول ہے۔ جدا کیا ہوا۔ الگ کیا ہوا۔ ﴿اِنَّهُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾﴾ (26/الشعراء:212) ''یقیناً وہ لوگ سننے سے الگ کیے ہوئے ہیں۔''

مَعۡزِلٌ — اسم الظرف ہے۔ الگ کرنے کی وجہ۔ کسی چیز کا کنارہ۔ ﴿وَّكَانَ فِىۡ مَعۡزِلٍ﴾ (11/هود:42) ''اور وہ تھا ایک کنارے پر۔''

(افتعال) **اِعْتِزَالًا** کسی سے الگ ہونا (جس سے الگ ہوں وہ کسی صلہ کے بغیر یعنی بنفسہ آتا ہے)۔ ﴿فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ
431
وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لا﴾ (11/ ہود: 49) ''پھر وہ کنارہ کش ہوئے ان لوگوں سے اور ان سے جن کی وہ بندگی کرتے تھے اللہ کے علاوہ۔''

اِعْتَزِلْ فعل امر ہے۔ تو الگ ہو۔ کنارہ کش ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

ھُوَ مبتداء اور اَذًی اس کی خبر ہے۔ یَطْهُرْنَ ثلاثی مجرد سے فعل مضارع ہے اور جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ جبکہ تَطَهَّرْنَ باب تفعّل سے فعل ماضی میں جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ فَاِذَا حرف شرط ہے، تَطَهَّرْنَ شرط ہے اور فَاْتُوْا سے اللّٰہُ تک جواب شرط ہے۔

ترجمہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الْمَحِيْضِ ط	قُلْ
اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	خون جاری ہونے کے وقت کے متعلق	آپ کہہ دیجئے

هُوَ	اَذًى لا	فَاعْتَزِلُوا	النِّسَآءَ	فِي الْمَحِيْضِ لا
وہ	ایک تکلیف ہے	پس تم لوگ کنارہ کش رہو	عورتوں سے	خون جاری ہونے کے وقت میں

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ	حَتّٰى	يَطْهُرْنَ ج	فَاِذَا	تَطَهَّرْنَ
اور تم لوگ قریب مت ہو ان کے	یہاں تک کہ	وہ پاک ہوں	پھر جب	وہ خود کو پاک کر لیں

فَاْتُوْهُنَّ	مِنْ حَيْثُ	اَمَرَ	كُمُ	اللّٰهُ ط	اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ
تو تم لوگ آؤ ان کے پاس	جہاں سے	ہدایت کی	تم کو	اللہ نے	یقیناً اللہ	پسند کرتا ہے

التَّوَّابِيْنَ	وَيُحِبُّ	الْمُتَطَهِّرِيْنَ
بار بار توبہ کرنے والوں کو	اور وہ پسند کرتا ہے	خود کو پاک رکھنے والوں کو

آیت نمبر (2/ البقرہ: 223)

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ز وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٢٣﴾﴾

ترکیب

نِسَآؤُكُمْ مبتداء ہے، حَرْثٌ اس کی خبر ہی اور لَكُمْ متعلق خبر ہے۔ مُلٰقُوْ اسم الفاعل مُلَاقٍ کی جمع مُلٰقُوْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا اور ضمیرہ اس کا مضاف الیہ ہے، جو کہ اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

نِسَآؤُكُمْ	حَرْثٌ	لَّكُمْ ص	فَاْتُوْا	حَرْثَكُمْ
تمہاری عورتیں	کھیتیاں ہیں	تمہارے لیے	پس تم لوگ آؤ	اپنی کھیتیوں میں

اَنّٰى	شِئْتُمْ	وَقَدِّمُوْا	لِاَنْفُسِكُمْ ؕ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ
جہاں سے	تم چاہو	اور آگے بھیجو	اپنے آپ کے لیے	اور تم لوگ تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا

431

وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّكُمْ	مُّلٰقُوْهُ ؕ	وَبَشِّرِ	الْمُؤْمِنِيْنَ
اور جان لو	کہ تم لوگ	اس سے ملاقات کرنے والے ہو	اور آپ ؐ بشارت دیجئے	ایمان لانے والوں کو

نوٹ۔1

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۔ یہ قرآن مجید کے اُن مقامات میں سے ایک ہے جہاں ایک عام قاری بھی بڑی آسانی سے محسوس کر لیتا ہے کہ کسی فلسفیانہ اور گہری بات کو اتنے مختصر اور عام فہم انداز میں سمجھانے کا اتنا سادہ اور دلنشین انداز کسی انسانی کلام میں تو کہیں نہیں ملتا۔ اور اس کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے کہ واقعی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے۔

ایک کسان جب بیج ڈالتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ کچھ عرصے کے بعد وہ اس بیج کا پھل حاصل کرے گا جو اس کے کام آئے گا۔ گویا وہ بیج کو اپنے لیے آگے بھیجتا ہے۔ اسی طرح شوہر اور بیوی کے تعلقات کا مقصد یہ ہے کہ ان کے یہاں اولاد ہو جو اس دنیا میں اپنے ماں باپ کا دست و بازو بنے۔ اگر تربیت اور اللہ کی مدد سے وہ اولاد صالح بھی ہو تو پھر وہ اپنے ماں باپ کے لیے آخرت کی کمائی کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔ اس بات کو اتنے دلنشین اور شائستہ پیرائے میں سمجھا دینا، یہ قرآن مجید کا ہی اعجاز ہے۔

آیت نمبر (224)

﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٤﴾﴾

ی م ن

(س) يَمْنًا: داہنی طرف ہونا۔

يَمِيْنٌ: ج اَيْمَانٌ۔ فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ کثیر المعانی ہے۔

(۱) داہنی سمت یا رُخ۔ ﴿اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿٢٨﴾﴾ (37/ الصافات:28) ’’بیشک تم لوگ آیا کرتے تھے ہمارے پاس داہنی طرف سے۔‘‘ ﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ﴾ (7/ الاعراف:17) ’’پھر میں لازماً پہنچوں گا ان کو، ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی داہنی جانب سے اور ان کی بائیں جانب سے۔‘‘

(۲) داہنا ہاتھ۔ ﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾﴾ (20/ طٰہٰ:17) ’’اور وہ کیا ہے آپؑ کے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰؑ۔‘‘ ﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾ (23/ المومنون:6) ’’یا جس کے مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ۔‘‘

(۳) قسم (عرب لوگ داہنا ہاتھ اُٹھا کر یا داہنے ہاتھ میں ہاتھ دے کر قسم کھاتے تھے)۔‘‘ آیت زیرِ مطالعہ۔

مَيْمَنَةٌ: مَفْعَلَةٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ داہنی طرف کی جگہ۔ ﴿اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾﴾ (90/ البلد:18) ’’وہ لوگ داہنی جگہ والے ہیں۔‘‘

ترکیب

لَا تَجْعَلُوْا فعل نہی ہے۔ اس کا فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے۔ اَللّٰهَ اس کا مفعول اوّل اور عُرْضَةً مفعول ثانی ہے۔ تَبَرُّوْا ۔ تَتَّقُوْا اور تُصْلِحُوْا، یہ تینوں افعال مضارع اَنْ کی وجہ سے منصوب ہیں۔

ترجمہ

وَلَا تَجۡعَلُوا	اللّٰهَ	عُرۡضَةً	لِّاَيۡمَانِكُمۡ	اَنۡ	تَبَرُّوۡا 431
اور تم لوگ مت بناؤ	اللہ کو	نشانہ	اپنی قسموں کے لیے	کہ	تم لوگ حسنِ سلوک (نہ) کرو

وَتَتَّقُوۡا	وَتُصۡلِحُوۡا	بَيۡنَ النَّاسِ ؕ	وَاللّٰهُ	سَمِيۡعٌ	عَلِيۡمٌ
اور تقویٰ (نہ) کرو	اور اصلاح (نہ) کرو	لوگوں کے درمیان	اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

پہلے اُردو کے دو جملوں پر غور کر لیں۔(۱) حامد سے بات مت کرو یہاں تک کہ وہ معافی مانگے۔(۲) حامد سے بات مت کرو جب تک کہ وہ معافی نہ مانگے۔اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ دونوں جملوں میں بات ایک ہی کہی گئی ہے،صرف انداز مختلف ہے۔پہلے جملے میں لفظ ''مانگے'' کے ساتھ ''نہ'' لگانے کی ضرورت نہیں پڑی،جبکہ دوسرے جملے میں ''نہ'' لگا کر مفہوم ادا ہوا ہے۔اب نوٹ کر لیں کہ پہلے جملے کے انداز کا عربی میں رواج زیادہ ہے اس لیے آیت زیر مطالعہ میں فعل نہی کے بعد اَنۡ کے ساتھ لَا لگانے کی ضرورت نہیں پڑی۔جبکہ اُردو میں دوسرے جملے کے انداز کا رواج زیادہ ہے،اس لیے ترجمہ میں ''نہ'' کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔

نوٹ۔2

اِس آیت میں کسی نیک کام کو نہ کرنے کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے۔اور انداز یہ اختیار کیا گیا ہے کہ اگر ایسی بُری قسم کبھی کھا ہی بیٹھو تو اس میں کم از کم اللہ کو تو بیچ میں نہ لاؤ۔یہ دراصل ممانعت کا ایک ہلکا پھلکا سا،مشفقانہ انداز ہے۔اور ایک طرح سے یہ قسموں کے متعلق ان احکامات کا مقدمہ ہے جو آگے چل کر سورۃ المائدہ اور سورۃ التحریم میں آنے والے ہیں۔

آیت نمبر(225)

﴿ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغۡوِ فِيۡۤ اَيۡمَانِكُمۡ وَلٰكِنۡ يُّؤَاخِذُكُمۡ بِمَا كَسَبَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۲۲۵﴾ ﴾

ل غ و

(ف) لَغۡوًا: بغیر سوچے سمجھے کوئی بات کہنا۔

لَغۡوٌ: اسم ذات ہے۔(۱) بے معنی یا بیکار بات۔(۲) بے فائدہ چیز یا کام۔﴿ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغۡوَ اَعۡرَضُوۡا عَنۡهُ ﴾(28/القصص:55)''اور جب بھی وہ لوگ سنتے ہیں بیکار بات کو تو اعراض کرتے ہیں اس سے۔''﴿ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ ﴾(23/المؤمنون:3)''وہ لوگ بے فائدہ چیز سے اعراض کرنے والے ہیں۔''

اِلۡغَوۡ: فعل امر ہے۔تو بے معنی بات کر۔﴿ لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِيۡهِ ﴾(41/حٰمۤ السجدہ:26)''تم لوگ مت سنو اس قرآن کو اور بے معنی بات کرو اس میں۔''

لَاغٍ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔بے سود۔بے معنی۔﴿ لَّا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ ﴾(88/الغاشیہ:11)''وہ نہیں سنے گا اس میں کوئی بے سود بات۔''

ح ل م

(ن) حُلۡمًا: خواب دیکھنا۔

(ک) حِلۡمًا: غصہ میں خود پر قابو رکھنا۔تحمل کرنا۔بردبار ہونا۔

حُلُمٌ	ج اَحْلَامٌ۔ خواب۔﴿ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴾(12/یوسف:44)''اور ہم خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں ہیں۔''
حِلْمٌ	ج اَحْلَامٌ۔ تحمل، بردباری۔ عقل، شعور (کیونکہ بردباری عقل وشعور سے آتی ہے اور یہ لازم وملزوم ہیں۔﴿ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ ﴾(52/الطور:32)''کیا مشورہ دیتے ہیں ان کو ان کے شعور اس کا۔''
حُلُمٌ	عقل وشعور کی پختگی۔ بلوغت۔﴿ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ ﴾(24/النور:59)''اور جب پہنچیں بچے تم میں سے بلوغت کو۔''
حَلِيْمٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تحمل والا۔ بردبار۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

يُؤَاخِذُ باب مفاعلہ کا فعل مضارع ہے، كُمْ ضمیر مفعولی ہے اور اَللّٰهُ اس کا فاعل ہے۔ فاعل قُلُوْبُكُمْ غیر عاقل جمع مکسر ہے اس لیے فعل كَسَبَتْ واحد مؤنث آیا ہے۔

ترجمہ

لَا يُؤَاخِذُ	كُمُ	اللّٰهُ	بِاللَّغْوِ	فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ
جواب طلبی نہیں کرے گا	تم لوگوں سے	اللہ	بے سوچی سمجھی بات پر	تمہاری قسموں میں

وَلٰكِنْ	يُّؤَاخِذُ	كُمْ	بِمَا	كَسَبَتْ	قُلُوْبُكُمْ ط
اور لیکن (البتہ)	وہ جواب طلبی کرے گا	تم سے	اس پر جو	کمایا (قصد کیا)	تمہارے دلوں نے

وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	حَلِيْمٌ
اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ تحمل کرنے والا ہے

آیت نمبر (226)

﴿ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ج فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

ء ل و

(ن)	اَلْوًا	کسی کام میں کوتاہی کرنا۔﴿ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ط ﴾(3/آل عمران:118)''وہ لوگ کوتاہی نہیں کریں گے تم لوگوں کو برباد کرنے میں۔''
(افعال)	اِيْلَاءٌ	کوتاہی کرنے کا عہد کرنا۔ کوئی کام نہ کرنے کی قسم کھانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(افتعال)	اِيْتِلَاءٌ	قسم کھانا۔
	لَا يَاْتَلِ	فعل نہی ہے۔ تو قسم مت کھا۔﴿ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى ﴾(24/النور:22)''اور قسم نہ کھائیں فضل والے تم میں سے اور وسعت والے کہ وہ (نہ) دیں قرابت والوں کو۔''